ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

4 تا 10 ربیع الثانی 1438ھ / 3 تا 9 جنوری 2017ء

1

نبی اکرم ﷺ کی سیرت اور ہم

کون شمار کرسکتا ہے کہ ہر سال کتنی مجالسِ میلاد اور جلسہ ہائے سیرت ہمارے ملک میں منعقد ہوتے ہوں گے؟ ایک ربیع الاول ہی کے مہینے میں کتنے وعظ اور کتنی تقریریں ہوا میں لہریں اُٹھا دیتی ہوں گی؟ کتنے مقالے اور کتابیں لکھی جاتی ہوں گی؟ کتنے جرائد کے خاص نمبر اس موضوع پر شائع ہوتے ہوں گے؟ شعراء کتنی نعتیں لکھتے ہوں گے۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی ذرا سوچیے کہ ایک اچھے مقصد پر قوتوں اور روپے کے اس صرف کا واقعی نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ کتنے افراد ہوں گے جو ان نیک مساعی کی بدولت سیرت نبویؐ کے سانچے میں اپنی زندگیاں ڈھالنے کی مہم میں ہر سال لگ جاتے ہوں گے؟ اور اگر عملاً حاصل وہ نہیں ہے جو ہونا چاہیے تو کہیں ہماری مساعی میں کوئی کوتاہی موجود ہے۔ رونا اسی کا نہیں کہ وہ کچھ حاصل نہیں ہو رہا جو مطلوب ہے' بلکہ اس سے بڑھ کر ماتم اس کا ہے کہ ہمارے پلے وہ کچھ پڑ رہا ہے جو محسن انسانیتؐ کے پیغام اور کارنامے سے کھلم کھلا ٹکراتا ہے۔ ہمارے اندر آج ایسے عناصر پروان چڑھ رہے ہیں جو حضور ﷺ کے مشن کو زمانۂ حال کے لیے ناکارہ اور حضور ﷺ کے عطا کردہ نظامِ زندگی کو ناقابلِ عمل قرار دیتے ہیں' (معاذ اللہ) ایسے عناصر جو حضور ﷺ کی تعلیمات کا مذاق اڑاتے ہیں' ایسے عناصر جو سیرت اور سنت اور حدیث کا سارا ریکارڈ دریا برد کر دینا چاہتے ہیں' ایسے عناصر جو قرآن کو' قرآن پیش کرنے والی ہستی کی 23 سالہ جدوجہد اور لازوال تحریکی کارنامے سے بے تعلق کر دینا چاہتے ہیں اور حضور ﷺ کی ہستی کو بطور عملی نمونۂ انسانیت کے ہماری نگاہوں سے گم کر دینے کے لیے کوشاں ہیں۔ پھر ستم بالائے ستم یہ کہ تعبیر و تاویل کے نام پر ہمارے ہاں یہ کوشش ہو رہی ہے' کہ حضور ﷺ کی شخصیت' پیغام اور کارنامے کو موجودہ فاسد تہذیب کے فکری سانچے میں ڈھال دیا جائے اور محسن انسانیت کی بالکل نئی تصویر عالمی طاقتوں کے ذوق کے مطابق تیار کر دی جائے۔

نعیم صدیقی

اس شمارے میں

پلی بارگین

علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی!

عجب ہے سرکشی کا ایک عالم......

اے میری بیٹی!

مطالعۂ کلام اقبال

حلب میں قتلِ عام، ایران کا جشن اور عالم اسلام کی بے حسی

سچی توبہ کی شرائط وانعامات

باہمی تعلقات اور اسلامی ہدایات

الھدیٰ (736)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

لڑکے کا قتل اور دیوار کی تعمیر

سُورۃُ الکھف | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 74 تا 77

فَانۡطَلَقَا ٚ حَتّٰۤی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَہٗ ۙ قَالَ اَقَتَلۡتَ نَفۡسًا زَکِیَّۃًۢ بِغَیۡرِ نَفۡسٍ ؕ لَقَدۡ جِئۡتَ شَیۡئًا نُّکۡرًا ﴿۷۴﴾ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّکَ اِنَّکَ لَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ مَعِیَ صَبۡرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنۡ سَاَلۡتُکَ عَنۡ شَیۡءٍۭ بَعۡدَہَا فَلَا تُصٰحِبۡنِیۡ ۚ قَدۡ بَلَغۡتَ مِنۡ لَّدُنِّیۡ عُذۡرًا ﴿۷۶﴾ فَانۡطَلَقَا ٚ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَیَاۤ اَہۡلَ قَرۡیَۃِۣ اسۡتَطۡعَمَاۤ اَہۡلَہَا فَاَبَوۡا اَنۡ یُّضَیِّفُوۡہُمَا فَوَجَدَا فِیۡہَا جِدَارًا یُّرِیۡدُ اَنۡ یَّنۡقَضَّ فَاَقَامَہٗ ؕ قَالَ لَوۡ شِئۡتَ لَتَّخَذۡتَ عَلَیۡہِ اَجۡرًا ﴿۷۷﴾

آیت ۷۴ ﴿فَانۡطَلَقَا ٚ حَتّٰۤی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَہٗ ۙ﴾ ''پھر وہ دونوں چل پڑے' یہاں تک کہ ان کی ملاقات ہوئی ایک لڑکے سے تو اُس (خضر) نے اس کو قتل کر دیا''۔

﴿قَالَ اَقَتَلۡتَ نَفۡسًا زَکِیَّۃًۢ بِغَیۡرِ نَفۡسٍ ؕ﴾ ''موسیٰؑ نے کہا: کیا آپ نے قتل کر دیا ایک معصوم جان کو بغیر کسی جان کے (بدلے کے)؟''

اُس نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا' کسی کا خون نہیں بہایا تھا' پھر بھی آپ نے اسے قتل کر دیا۔

﴿لَقَدۡ جِئۡتَ شَیۡئًا نُّکۡرًا ﴿۷۴﴾﴾ ''یہ تو آپ نے بہت ہی نامعقول حرکت کی ہے۔''

آیت ۷۵ ﴿قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّکَ اِنَّکَ لَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ مَعِیَ صَبۡرًا ﴿۷۵﴾﴾ ''اس (خضر) نے کہا: کیا میں نے آپ سے کہا نہیں تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے؟''

آیت ۷۶ ﴿قَالَ اِنۡ سَاَلۡتُکَ عَنۡ شَیۡءٍۭ بَعۡدَہَا فَلَا تُصٰحِبۡنِیۡ ۚ﴾ ''موسیٰؑ نے کہا: اگر میں آپ سے سوال کروں کسی چیز کے بارے میں اس کے بعد تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیے گا۔''

﴿قَدۡ بَلَغۡتَ مِنۡ لَّدُنِّیۡ عُذۡرًا ﴿۷۶﴾﴾ ''آپ پہنچ چکے ہیں میری طرف سے حدِ عذر کو۔''

یعنی آپ کی طرف سے مجھ پر حجت قائم ہو چکی ہے۔ لہٰذا اس کے بعد آپ مجھے ساتھ نہ رکھنے کے بارے میں عذر کر سکتے ہیں۔

آیت ۷۷ ﴿فَانۡطَلَقَا ٚ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَیَاۤ اَہۡلَ قَرۡیَۃِۣ اسۡتَطۡعَمَاۤ اَہۡلَہَا﴾ ''پھر وہ دونوں چل پڑے' یہاں تک کہ جب پہنچے ایک بستی کے لوگوں کے پاس تو انہوں نے کھانا مانگا بستی والوں سے''

کہ ہم مسافر ہیں' بھوکے ہیں' ہمیں کھانا چاہیے۔

﴿فَاَبَوۡا اَنۡ یُّضَیِّفُوۡہُمَا﴾ ''تو انہوں نے انکار کر دیا ان دونوں کی مہمان نوازی سے''

بستی میں سے کسی ایک شخص نے بھی انہیں کھانا کھلانے کی حامی نہ بھری۔

﴿فَوَجَدَا فِیۡہَا جِدَارًا یُّرِیۡدُ اَنۡ یَّنۡقَضَّ فَاَقَامَہٗ ؕ﴾ ''تو ان دونوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو گرا چاہتی تھی تو اُس (خضر) نے اسے سیدھا کر دیا۔''

﴿قَالَ لَوۡ شِئۡتَ لَتَّخَذۡتَ عَلَیۡہِ اَجۡرًا ﴿۷۷﴾﴾ ''موسیٰؑ نے کہا: اگر آپ چاہتے تو اس پر کچھ اجرت لے لیتے۔''

یہ ایسے نا ہنجار لوگ ہیں' بہتر ہوتا اگر آپ اس کام کی کچھ اجرت طلب کرتے اور اس کے عوض ہم کھانا ہی کھا لیتے۔

فرمان نبویؐ

اہل جنت واہل دوزخ

عَنۡ حَارِثَۃَ بۡنِ وَھۡبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: ((اَلَا اُخۡبِرُکُمۡ بِاَھۡلِ الۡجَنَّۃِ؟ کُلُّ ضَعِیۡفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوۡ اَقۡسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ اَلَا اُخۡبِرُکُمۡ بِاَھۡلِ النَّارِ؟ کُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسۡتَکۡبِرٍ))(متفق علیہ)

حضرت حارث بن وہبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں اہل جنت کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہر وہ ضعیف شخص جنتی ہے جس کو لوگ حقیر جانتے ہیں۔ وہ اگر کسی چیز پر قسم کھا لے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی قسم کو پوری کر دے گا۔ (پھر فرمایا) اور کیا میں تمہیں اہل دوزخ کے متعلق نہ بتاؤں؟ اہل دوزخ میں ہر سرکش، حرام خور اور متکبر شخص ہو گا۔''

تشریح: ہر ضعیف جنتی ہے، سے مراد وہ شخص ہے جو نہ تو متکبر ہو اور نہ لوگوں پر جبر و زیادتی کرنے والا ہو۔ علماء نے لو اقسم علی اللہ کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ اگر وہ شخص اللہ کے لطف و کرم پر اعتماد کر کے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر قسم کھا لے تو اللہ اس کی قسم کو پورا کرتا ہے یعنی اس کی قسم ٹوٹتی نہیں بلکہ پوری ہوتی ہے اور ہر وہ شخص دوزخی ہے جو جھوٹی باتوں اور لغو باتوں پر سخت گوئی کرنے والا جھگڑالو ہو، مال جمع کرنے والا بخیل ہو اور تکبر کرنے والا ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادار یہ
مرزا ایوب بیگ

پلی بارگین

نیب (National Accountability Bureau) کا مخفف ہے جس کا اردو ترجمہ ’’قومی احتساب ادارہ‘‘ کیا جا سکتا ہے۔ اس قومی ادارے نے چند ماہ پہلے کوئٹہ میں صوبائی سیکرٹری برائے وزارتِ خزانہ مشتاق رئیسانی کے گھر پر چھاپہ مارا اور وہاں سے ایسے صندوق برآمد کیے جو کیش، پرائز بانڈز اور سونے کے زیورات سے بھرے ہوئے تھے۔ اُس وقت برآمد شدہ مال کی مالیت ستر کروڑ روپے کے قریب بتائی گئی تھی۔ نیب نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ اُن کی اطلاعات کے مطابق چند دنوں بعد اس سرمائے نے ڈالروں میں تبدیل ہو کر بیرون ملک چلا جانا تھا۔ نیب نے پلی بارگین کے اپنے قانون کے مطابق ملزم سے طے کیا کہ اگر وہ دو ارب روپے نیب کو ادا کر دے تو اُسے بری کر دیا جائے گا۔ ملزم نے ادائیگی کر دی اور نیب نے اُسے گھر جانے کی اجازت دے دی۔ پلی بارگین کیا ہے یہ ایک ایسا سمجھوتہ ہے جو کسی اتھارٹی اور اعتراف مجرم کے درمیان طے پائے۔ جس سے مجرم اصل سزا پانے کی بجائے متبادل کے طور پر کوئی جرمانہ پیش کر دے جو اُس اتھارٹی کے لیے قابلِ قبول ہو۔

میڈیا میں بعض تجزیہ نگاروں نے تو اسے نیب کی بہت بڑی کامیابی قرار دیا کہ کسی قومی مجرم سے ملک کی تاریخ کی سب سے بڑی ریکوری کر کے خزانے میں رقم جمع کرائی گئی ہے لیکن تجزیہ نگاروں کی اکثریت اور سوشل میڈیا میں نہ صرف نیب پر اس پلی بارگین قانون کے حوالہ سے شدید تنقید کی جا رہی ہے بلکہ نیب کو کرپشن کے فروغ کا ادارہ قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ قانون مشرف کے دور سے لاگو ہے اور کئی مجرموں سے رقوم وصول کر کے اُنہیں پاک صاف قرار دے چکا ہے۔ یہاں تک کہ بعض بڑے افسران سے رقم حاصل کر کے اُنہیں دوبارہ اُن ہی عہدوں پر بحال بھی کر دیا گیا۔ مشرف کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت آئی بعد ازاں مسلم لیگ (ن) برسر اقتدار آئی لیکن کسی نے اس قانون کو نہیں چھیڑا بلکہ صرف اس بات میں دلچسپی لی کہ وہ نیب کا چیئرمین اپنا خاص بندہ لگا دیں۔ مقصد صاف ظاہر ہے کہ وہ کسی پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے اچھی طرح چیک کر لے کہ کہیں اس کا حکمرانوں سے کوئی تعلق تو نہیں۔ بہر حال ماضی میں نیب کی اس نوعیت کی کارروائی پر کہ ریکوری کے بعد مجرم کو آزاد کر دیا جائے، اسمبلی میں یا عوامی سطح پر کوئی واویلا نہیں ہوا تھا۔ حقیقت میں موجودہ شور وغوغا پاناما لیکس کے تناظر میں ہو رہا ہے کیونکہ پاناما کیس میں بڑے بڑے شریفوں کے نام آئے ہیں۔ لہٰذا کرپشن پہلے ہی موضوع بحث تھا۔ پلی بارگین قانون کے تحت اس فیصلہ نے مزید ہنگامہ پیدا کر دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اصولی اور ظاہری طور پر پلی بارگین کا قانون انتہائی قابل اعتراض بلکہ صریحاً غلط ہے لیکن مادر وطن پاکستان میں مسلط شدہ نظام اور اس نظام کے چلانے والوں کے اعمال اور اُن کی کرتوتوں کو دیکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ جہاں ہر بڑا چور اور ڈاکو یک جنبش قلم سے اربوں روپے اپنے گھروں میں ڈال کر اس دولت کو عیش وعشرت اور اللے تللوں میں اُڑا رہے ہیں اور اُن سے کوئی پُرسش

ہفت روزہ | لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
4 تا 10 ربیع الثانی 1438ھ جلد 26
3 تا 9 جنوری 2017ء شمارہ 01
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
’’مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن‘‘ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

’’ادارہ‘‘ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

نہیں ہوتی تھی اس پس منظر میں با امر مجبوری کہا جا سکتا ہے بھاگتے چور کی لنگوٹی سہی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم حکمرانوں اور مقتدر طبقات کی کرپشن اُن کی زیادتیوں اور من مانیوں پر اگرچہ بہت تنقید کرتے ہیں اور کرنا چاہیے بھی لیکن گہرائی سے حالات کا جائزہ نہیں لیتے۔ سنجیدگی سے غور وفکر نہیں کرتے اور معاملے کی تہہ اور جڑ تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُس قلیل طبقہ کو چھوڑ کر جس کے اس نظام سے مفادات وابستہ ہیں اور جو اس نظام کی وجہ سے بھاری مراعات حاصل کر رہے ہیں' باقی لوگ جو عظیم اکثریت میں ہیں' اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہم پر باطل اور فاسد نظام مسلط ہے پھر جب اس عوام دشمن نظام کی طنابیں کرپٹ اور بدعنوان سیاست دانوں، جرنیلوں اور افسر شاہی کے ہاتھ میں ہوں گی تو وہی کچھ ہو گا جو اس ملک میں آج کل ہو رہا ہے جس کا نام پاکستان رکھا گیا تھا۔

اس دُہرے ظلم کی وجہ سے ہمارے معاشرے کی کوئی کل سیدھی نہیں رہی۔ معاشرہ ہر گزرتے ہوئے دن کے ساتھ بد سے بدتر ہوتا چلا گیا۔ پیسے کی چمک اور قوت کی دمک نے سرزمین پاک کو ایسے جنگل میں تبدیل کر دیا ہے جس میں اخلاقیات اور اقدار کا جنازہ اٹھ گیا ہے۔ انسانوں کی سوچ اور اُن کی شب و روز کی محنت و مشقت حصولِ زر تک محدود ہو کر رہ گئی۔ عزت اور احترام روپے پیسے سے منسلک ہو گیا' نتیجہ یہ نکلا کہ معاشرہ اتنی بُری طرح گل سڑ گیا کہ اُس کی سڑانڈ سے دم گھٹ رہا ہے۔ اس پس منظر میں مادہ پرستی میں سبقت کے لیے دوڑ کیوں نہ لگے۔ اور جو اس دور میں جتنا آگے بڑھ جائے وہ ہوس مزید میں ظلم کیوں نہ ڈھائے۔ اکثریت اس ساری صورت حال پر تنقید اور اس کی مذمت اس لیے کر رہی ہے کہ وہ اس دوڑ میں بھرپور کوشش کے باوجود پیچھے رہ گئی ہے اور وہ اپنے آگے نکلنے کا کوئی امکان نہیں دیکھ رہی۔ گویا اکثریت (الا ماشاء اللہ) ہاتھ نہ پہنچنے کی وجہ سے انگور کھٹے ہیں، ' قرار دے رہی ہے۔ نیب یہ بات کہے نہ کہے لیکن یہ بات درست ہے کہ جہاں تک بدعنوان اور کرپٹ عناصر کو قرار واقعی اور عبرت ناک سزا نہ ملنے کا تعلق ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ تحقیق و تفتیش کرنے والے ادارے بھی اپنی ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا نہیں کرتے کیونکہ اگر طاقتور لوگوں کے مفادات پر زد پڑے تو اُن کی نوکریاں خطرے میں پڑ جاتی ہیں۔ گواہ کسی بڑے کے خلاف گواہی نہیں دے سکتا کہ اُسے بہرحال اسی ملک میں رہنا ہے۔ عدالتیں فیصلہ کرنے سے گریز کرتی ہیں تو پھر یہی ہو گا کہ جو پکڑا جائے وہ چور اور جس سے جو وصولی ہو جائے وہ غنیمت۔ چنانچہ ہر سطح پر اور ہر مرحلے پر نظریہ ضرورت کارفرما ہے۔ لہٰذا براہِ کرم غور کرنے کی تکلیف فرمایئے۔ کیا اس ساری صورت حال کا منطقی تقاضا یہ نہیں ہے کہ معاشرہ جو افراد کے مجموعے کا نام ہے تو فرد کو درست کرنے کے لیے، اُسے حقیقی انسان بنانے کے لیے اُسے اشرف المخلوقات ہونے کا جائز حقدار قرار دینے کے لیے اور بالفاظ دیگر اُسے عملی مسلمان بنانے کے لیے انفرادی سطح پر محنت کی جائے۔ اگر کوئی عابد اور صالح انسان اردگرد کے گندے ماحول اور فسق و فجور میں ملوث معاشرے کو تبدیل کرنے کی جدوجہد نہیں کرتا تو ایسے شخص کا انجام ایک حدیث میں واضح طور پر ہمارے سامنے آ چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گناہوں میں ملوث ایک بستی کو تلپٹ کرنے سے پہلے اُسی بستی کے عابد و زاہد بندے کو عبرت ناک سزا دی۔

یہ ایمان راسخ کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ دنیا دارالامتحان ہے اور یہاں کا قیام عارضی ہے اور یہاں کیے گئے ہر عمل کی ایک روز جوابدہی کرنا ہو گی۔ عبادات میں کمی وبیشی اللہ تعالیٰ جس کی چاہے گا اور جتنی چاہے گا دور کر دے گا کہ وہ غفور و رحیم ہے البتہ انسانوں سے کی گئی حق تلفی اور ظلم و زیادتی معاف نہیں ہو گی' معاشرہ صالح ہو جائے گا تو لازماً صالح اور عادل نظام کے لیے جدوجہد کرے گا۔ منکر کے خلاف میدان میں آئے گا اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو گویا اس کا صالح ہونا مشکوک ہے' اس لیے کہ مومن کے لیے منکر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے برداشت کرنا ممکن نہیں۔

لیکن نظام کو بدلنے کا کام تنہا نہیں ہو سکتا۔ یہ بات ہر وہ شخص تسلیم کرے گا چاہے وہ معمولی عقل و فہم ہی کیوں نہ رکھتا ہو کہ ایک ایسی جماعت ناگزیر ہے جو اپنے کارکنوں کی تربیت کرے اور کارکن ایسے کردار بن کر سامنے آئیں کہ جو زبان سے کہیں پہلے خود اُس پر عمل کر کے دکھائیں۔ پھر یہ کہ ہر کارکن داعی کا رول ادا کرے اور چراغ سے چراغ روشن ہوتا چلا جائے۔ جب تک اس جماعت کے پاس قوت نہ ہو' زبان اور قلم سے منکرات کے خلاف جہاد کرے اور جب قوت جمع ہو جائے تو باطل نظام کے جزئیات کو ایک ایک کر کے چیلنج کرنا شروع کر دیا جائے اور بالآخر باطل نظام کو مفلوج کر دینے کے لیے میدان میں اترے۔ اللہ کے آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسے ہی مراحل کو طے کرتے ہوئے جزیرہ نمائے عرب میں باطل نظام کو تہہ و بالا کر کے نظامِ حق نافذ کیا تھا۔ اگرچہ یہ طریقہ اختیار کر کے اس فرسودہ فاسد اور باطل نظام کو بدلنا ہمارے لیے سنت مؤکدہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ماسوا اس کے کہ زمانے کے ارتقاء سے حالات میں جو تبدیلی آ گئی ہو' مثلاً ریاست اور حکومت کا الگ الگ ہونا اور ریاستی قوتوں کا افراد کی نسبت انتہائی طاقتور ہو جانا، وغیرہ وغیرہ۔ حقیقت یہ ہے کہ عقلی اور عملی سطح پر بھی کوئی دوسری صورت قابل عمل نظر نہیں آتی۔ حاصل تحریر یہ ہے کہ پلی بارگین کی برائی ہی نہیں نظام کو بدلے بغیر پاکستان کسی بھی لعنت سے نجات حاصل نہیں کر سکتا۔

❁❁❁

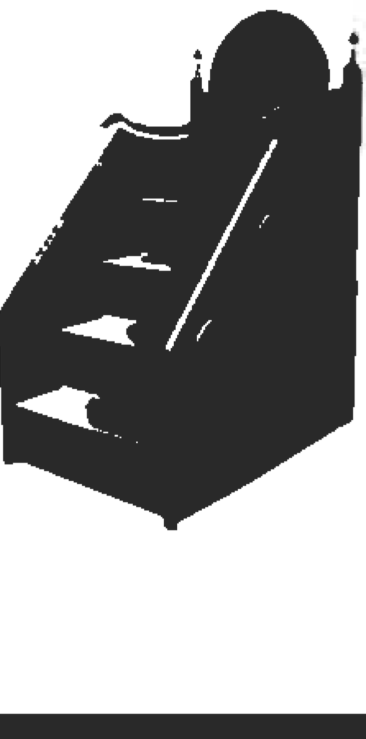

علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی!

سُورۃُ العَلَق کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ﷾ کے 23 دسمبر 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

سورۃ التین کے بعد آج سورۃ العلق ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ یہ وہ سورت ہے جس کی پہلی پانچ آیات سب سے پہلی وحی کے طور پر آپ ﷺ پر نازل ہوئیں۔ ان پہلی پانچ آیات میں ایک مضمون ہے۔ پھر تین آیات میں ایک اور مضمون بیان ہوا ہے اور اس کے بعد کی آیات میں مشرکین میں سے ایک اہم کردار ابوجہل کا تذکرہ ہے۔ پہلی پانچ آیات کے حوالے سے تمام مفسرین متفق ہیں کہ یہ آیات غارِ حرا میں نازل ہوئی ہیں۔ اس کا پس منظر سب کو معلوم ہے کہ نبی ایک اعتبار سے پیدائشی نبی ہوتا ہے اور اس کے ضمن میں اللہ کا قانون ہے کہ نبی معصوم عن الخطاء ہوتا ہے۔ وہ کبھی کسی بت کے آگے سجدہ ریز نہیں ہوتا اور نہ اللہ کے سوا کسی اور کو حاجت روا یا مشکل کشا سمجھتا ہے۔ یعنی نبی پہلے دن سے ہی اپنی اصل فطرت یعنی فطرتِ توحید پر قائم ہوتا ہے۔ لیکن نبوت کا ظہور ایک خاص وقت میں ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَ بَلَغَ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَۃً ۙ﴾ (الاحقاف:15)

''یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچتا ہے اور چالیس برس کا ہو جاتا ہے''

قرآن مجید میں انسان کی سوچ، فکر، جذبات میں اعتدال اور ہر لحاظ سے سنجیدگی کے حوالے سے 40 سال کی عمر کا تعین ہے اور یہی عمر نبوت کے لیے متعین ہے۔ نبوت کا ظہور وحی سے ہوتا ہے اور احادیث میں واضح طور پر ذکر ہے کہ حضور ﷺ پر وحی کا آغاز اس وقت ہوا جب آپؐ کی عمر 40 سال کی ہوئی۔ روایات میں آتا ہے کہ جب آنحضور ﷺ کی عمر چالیس برس کی ہونے لگی تو آپؐ کو خلوت گزینی محبوب ہوگئی۔ لوگوں سے الگ رہنا اور زیادہ تر وقت غور و فکر اور سوچ بچار میں گزارنا آپؐ کا معمول بن گیا۔ حتیٰ کہ کئی کئی دن تک آپ ﷺ غارِ حرا میں جانے لگے۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ آپؐ عبادت کے لیے غارِ حرا میں جایا کرتے تھے۔ لیکن اس عبادت کی نوعیت کیا تھی؟ جبکہ عبادت کی معین شکلیں تو ظہورِ نبوت کے بعد ہی واضح ہوئی تھیں۔ اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ نے اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے کہ: ((التفکر و الاعتبار فَیَتَحَنَّثُ فِیْہِ)) یعنی آپ غارِ حرا میں اللہ کے ذکر کے

مرتب: ابوابراہیم

ساتھ ساتھ غور و فکر کیا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ غور و فکر کسی واضح ہدایت کی تلاش میں جاری تھی۔ جیسا کہ ہم سورۃ الضحیٰ میں پڑھ چکے ہیں کہ: ﴿وَ وَجَدَکَ ضَآلًّا فَہَدٰی ۪﴿۷﴾﴾ ''اور آپؐ کو تلاشِ حقیقت میں سرگرداں پایا تو ہدایت دی!''

یعنی بحیثیت نبی اللہ پر آپؐ کا ایمان تو شروع دن سے تھا لیکن ہدایات کی تفصیلات کا علم آپؐ کو نہیں تھا اور یہ علم وحی کے ذریعے ہی نازل ہونا تھا۔ چنانچہ اسی غور و فکر کے دوران ایک روز جبرائیلؑ غارِ حرا میں تشریف لائے۔ اور آپؐ سے مطالبہ کیا کہ اِقْرَاْ (پڑھیے!)۔ تو آپؐ نے فرمایا ((مَا اَنَا بِقَارِئٍ)) میں پڑھا ہوا تو نہیں ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ آیات کسی چیز پر لکھی ہوئی تھیں جو اس وقت آپ کو دی گئیں اور کہا گیا کہ آپ انہیں پڑھیں۔ لیکن آپؐ نے فرمایا کہ ((مَا اَنَا بِقَارِئٍ))۔ اس کے بعد جبرائیلؑ نے حضور ﷺ کو اپنے ساتھ لگا کر بھینچا اور پھر فرمایا کہ پڑھیے! آپؐ نے پھر فرمایا: مَا اَنَا بِقَارِئٍ۔ حضرت جبرائیلؑ نے پھر وہی عمل دہرایا اور آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا۔ حتیٰ کہ جب حضرت جبرائیلؑ نے تیسری مرتبہ آپؐ کو بھینچنے کے بعد فرمایا: ﴿اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ ......الخ﴾ تو مذکورہ آیات آپؐ کی زبانِ مبارک پر جاری ہوگئیں۔

اس طرح پہلی پانچ آیات کا نزول ہوا۔ چونکہ یہ تجربہ بڑا منفرد اور غیر متوقع بھی تھا اور یہ پہلا موقع تھا لہٰذا آپ ﷺ پر اس واقعہ سے ایک عجیب گھبراہٹ سی طاری ہوگئی۔ اسی پریشانی کی حالت میں جب آپؐ گھر تشریف لائے تو ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کو سارا ماجرا سنایا اور ان سے کہا کہ مجھ پر لحاف اُوڑھا دو۔ حضرت خدیجہ ؓ نے آپ کو تسلی دی کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے اور آپؐ یتیموں، بیواؤں کی خبر گیری کرنے والے ہیں محتاجوں کی مدد کرنے والے ہیں اور آپؐ سراپا رحمت ہیں۔ لہٰذا اللہ آپؐ کو ضائع نہیں کرے گا۔ اس کے بعد حضرت خدیجہؓ آپؐ کو اپنے چچا کے پاس لے گئیں۔ جنہوں نے آپؐ کی نبوت کی تصدیق کی اور تسلی بھی دی۔ پہلی آیت:

﴿اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾﴾ ''پڑھیے اپنے اُس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔''

ضمنی طور پر یہ بات عرض ہے کہ یہاں محض علم حاصل کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ اصل مقصد اپنے رب کو پہچاننا اور اس پر صدقِ دل سے ایمان لانا ہے۔ اگر اس حقیقت کو نظر انداز کر کے علم پھیلایا جائے گا تو اس علم سے خیر وجود میں نہیں آئے گا بلکہ شر، فتنہ، فساد وجود میں آئے گا۔ جیسے اقبال نے فرمایا:

عشق کی تیغ جگر دار اڑا لی کس نے؟
علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی!

نیام تو تلوار کی حفاظت کے لیے ہوتی ہے۔ اصل شے تو تلوار ہے۔ یعنی خول باقی رہ گیا ہے اور اصل حقیقت مفقود ہے۔ اس لیے کہ یہ بے خدا تعلیم ہے اور اس کے نتیجے میں آج مادی ترقی تو بہت ہے لیکن دوسری طرف اخلاقی اور روحانی زوال عروج پر ہے۔ انسانیت ننگا ناچ رہی ہے۔ حیوانیت، ظلم، بے انصافی بھی اپنے عروج پر ہے۔ لہٰذا تعلیم فائدہ مند تب ہوگی جب اس کی بنیاد اللہ کی طرف سے نازل کی گئی فطری تعلیمات پر ہوگی۔

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝۲﴾ ’’انسان کو پیدا کیا ہے اُس جونک کی طرح کی چیز سے جو رحم مادر میں چمٹ گئی تھی۔‘‘

علق سے مراد عربی میں leech لی جاتی ہے جسے اُردو میں جونک کہا جاتا ہے۔ جب قرآن نازل ہو رہا تھا تو رحم مادر میں استقرار حمل کے مراحل کو دیکھنے اور معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ آج کی سائنس قرآن کی تصدیق کر رہی ہے کہ واقعی انسان کے لیے ایک مرحلہ وہ بھی آتا ہے جب وہ رحم مادر میں جونک کی مانند چپکا ہوتا ہے۔ اس معمولی سی چیز سے پھر اس کا وجود عمل میں آتا ہے۔

﴿اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝۳﴾ ’’پڑھیے اور آپ کا ربّ بہت کریم ہے۔‘‘

کریم کے لفظ میں رحم دلی بھی آتی ہے اور عزت و وقار بھی۔ یہ ساری چیزیں جمع کر کے لفظ کریم یا اکرم بنتا ہے۔ یعنی اس سے بڑا صاحب عزت و وقار اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ شہنشاہ ارض و سمٰوٰت بھی ہے اور تمام اچھی صفات کا مالک بھی ہے۔ وہ ہی اس علم میں برکت دے گا۔

﴿الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝۴﴾ ’’جس نے تعلیم دی ہے قلم کے ساتھ۔‘‘

﴿عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝۵﴾ ’’اور انسان کو وہ کچھ سکھایا ہے جو وہ نہیں جانتا تھا۔‘‘

عام طور پر دنیا میں حصول تعلیم میں قلم کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے لیکن چونکہ آنحضور ﷺ نبی الامی ہیں اس لیے آپؐ کے لیے قلم کی جگہ حضرت جبرائیل کو ذریعہ بنایا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ابتدائی تین سال آپؐ کو نبوت کا علم اُستاد اور شاگرد کی طرح منتقل کیا گیا۔

﴿كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝۶﴾ ’’کوئی نہیں! انسان سرکشی پر آمادہ ہو ہی جاتا ہے۔‘‘

یہ انسان کی کمزوری ہے۔ کیونکہ اس کے روحانی وجود کے ساتھ ایک حیوانی وجود بھی شامل ہے اور اس میں تمام حیوانی اوصاف بھی موجود ہیں۔ جس طرح حیوانوں میں کوئی قانون قاعدہ موجود نہیں ہوتا اسی طرح جب انسان بھی ایمان سے بے بہرہ ہو جائیں تو پھر ان کے ہاں بھی جنگل کا قانون ہوتا ہے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ جو جتنا طاقتور ہے وہ اتنا ہی غاصب اور ظالم بن جاتا ہے اور اس وقت پوری دنیا میں یہی ہو رہا ہے۔

﴿اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝۷﴾ ’’اس بنا پر کہ وہ اپنے آپ کو مستغنی دیکھتا ہے۔‘‘

انسان جب دیکھتا ہے کہ اس دنیا میں کسی کے لیے کوئی گرفت نہیں ہے، کوئی پکڑ نہیں ہے۔ جس کے پاس قوت، اختیار ہے وہ جتنا چاہے ظلم کرے، ناانصافی کرے، دوسروں کے حقوق زبردستی غصب کرے مگر وہ اپنی قوت اور اختیار کے بل بوتے پر لوگوں سے منوا لیتا ہے کہ وہ جو کچھ بھی کر رہا ہے وہ ظلم نہیں بلکہ انصاف ہے۔ چنانچہ اس ظلم و ناانصافی پر بھی جب اس پر کوئی گرفت نہیں آتی، اللہ کی طرف سے کوئی پکڑ نہیں آتی تو وہ سرکشی اور بغاوت پر اُتر آتا ہے۔ ایسا صرف اس حقیقت کو بھول جانے کی وجہ سے ہوتا ہے کہ یہ دنیا دارالجزاء نہیں بلکہ دارالامتحان ہے۔ یہاں تو صرف بندے کو آزمایا جا رہا ہے۔ کسی کو قوت دے

پریس ریلیز 30دسمبر2016ء

نیب پلی بارگین قانون کے ذریعے ملک میں کرپشن کو فروغ دے رہی ہے

سیکرٹری خزانہ بلوچستان نے 4 ارب روپے کی کرپشن کی، نیب نے اُن سے 2 ارب وصول کر کے اُنہیں آزاد کر دیا

ہمیں استغفار اور نماز استسقاء کا اہتمام کرنا چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو کر ہم پر باران رحمت نازل کرے

حافظ عاکف سعید

نیب پلی بارگین قانون کے ذریعے ملک میں کرپشن کو فروغ دے رہی ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ بلوچستان کا سیکرٹری خزانہ انتہائی بے باکی اور بے خوفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صوبائی خزانے کو اپنے گھر منتقل کر رہا تھا۔ نیب نے چھاپہ مار کر 70 کروڑ مالیت کا کیش، پرائز بانڈز اور زیورات موصوف کے گھر سے برآمد کر لیے۔ نیب نے اُن سے 2 ارب روپیہ وصول کر کے اُنہیں آزاد کر دیا۔ اُنہوں نے کہا کہ اس سے حکومت میں موجود بدعنوان عناصر کی حوصلہ افزائی ہوگی کہ وہ جتنی بھی لوٹ مار کریں اُس کا معمولی سا حصہ حکومت کو واپس کر کے بری ہو جائیں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ اسلام کے خلاف ہے اور یہ عدل کے تقاضوں کے بھی خلاف ہے۔ عدل سے انحراف، اسلام سے انحراف ہونے کے مترادف ہے کیونکہ عدل کو اسلام میں مرکزی اور کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اگرچہ بھارت کے بعض ناجائز اقدامات کی وجہ سے پاکستان میں پانی کی قلت پیدا ہو رہی ہے۔ وہ پاکستان کے دریائے سندھ پر ڈیم بنا رہا ہے جو سندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس قلت کے ہم خود بھی ذمہ دار ہیں کیونکہ گزشتہ 50,40 سال میں ہم نے کوئی ڈیم یا آبی ذخائر تعمیر نہیں کیے۔ اُنہوں نے کہا کہ کسی مرض سے نجات پانے کے لیے مسلمان کو دعا اور دوا دونوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ لیکن ہم اپنے کردار اور اعمال کی وجہ سے اللہ سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اللہ سے استغفار کریں تا کہ اللہ ہماری دعائیں قبول کرے۔ اُنہوں نے کہا کہ نماز استسقاء کا اہتمام کریں تا کہ اللہ ہم پر رحم کرے اور باران رحمت برسے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

کراور کسی کو محروم رکھ کر۔ پھر جزا و سزا تو ہوگی آخرت میں جہاں انسان سے ذرے ذرے کا حساب لیا جائے گا۔

﴿اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجْعٰی ۸﴾ ''یقیناً تجھے اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

موت پر زندگی کا خاتمہ نہیں ہے بلکہ انسان کا امتحان مکمل ہوتا ہے۔ اصل اور ابدی زندگی اس کے بعد شروع ہوگی مگر اس سے پہلے اللہ کی عدالت میں حاضر ہونا ہے اور دنیا کی زندگی کا حساب پیش کرنا ہے۔ اگر اس عدالت کا احساس دنیا میں انسان کو رہے تو وہ کبھی کوئی جرم نہ کرے اور نہ کسی پر ظلم ہو۔ آج اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ یورپ میں شہری کسی حد تک ڈسپلنڈ ہیں۔ لیکن لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ وہ ڈسپلن بے خدا تعلیم کی وجہ سے نہیں بلکہ قانون کے خوف سے ہے۔ ایک مرتبہ نیویارک میں کافی دیر تک بجلی کا شٹر ڈاؤن ہوگیا تو درندگی اور وحشت کے وہ مناظر دیکھے گئے کہ ساری دنیا کے سامنے اس مہذب قوم کا اصل چہرہ سامنے آگیا۔ لہٰذا یہ اگر ''مہذب'' ہیں تو صرف قانون کی زد میں آنے کے خوف سے ہیں۔ ورنہ اسی مہذب قوم کی درندگی اور سفاکی عراق، افغانستان اور شام میں دیکھی جاسکتی ہے جہاں انہیں کسی مواخذے کا خوف نہیں۔ چنانچہ انسان سرکشی اور بغاوت پر اسی وقت اُترتا ہے جب اس کے دل میں آخرت کا خوف نہ ہو۔ لہٰذا آخرت کا خوف ہی وہ اہم ذریعہ ہے جو انسان کو دنیا میں سیدھے راستے پر قائم رکھتا ہے۔ صحابہؓ کرام نے اپنی ذمہ داریوں کو کس قدر احسن طریقے سے نبھایا مگر اس کے باوجود بھی آخرت کا خوف ان کے دل دہلائے دے رہا تھا۔ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی جنہوں نے اسلام اور انسانیت کے لیے اس قدر عظیم خدمات سرانجام دیں مگر اس کے باوجود جب موت کا وقت قریب آیا تو فرمانے لگے ''اگر آخرت کے حساب میں برابر سرابر بھی چھوٹ گیا تو اللہ کا کرم ہوگا''۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کا دور عدل وانصاف، ترقی وخوشحالی اور فلاح و بہبود کے حوالے سے مثالی اسی لیے تھا کہ انہیں آخرت میں جوابدہی کا خوف تھا جس کی وجہ سے انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کا حق ادا کیا جس کے نتیجے میں ایک مثالی معاشرے کا قیام وجود میں آیا۔ جبکہ اس کے برعکس کچھ ایسے کردار بھی موجود تھے جن کی سرکشی اور بغاوت کی وجہ سے اسی معاشرے میں کبھی فساد وشر اپنے عروج پر تھا۔ اگلی آیات میں انہی میں سے ایک کردار کا ذکر ہے۔

﴿اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْہٰی ۹﴾ ''کیا تم نے دیکھا اُس شخص کو جو روکتا ہے۔''

﴿عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۱۰﴾ ''(ہمارے) ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔''

یہ اشارہ ہے ابوجہل کی طرف ہے جو آپ ﷺ کو نماز کی حالت میں دیکھ کر طیش میں آ جاتا تھا۔ کئی مواقع پر اس نے حضور ﷺ پر تشدد بھی کیا۔ آپؐ کو تنگ کرنے کے لیے وہ ظلم کے مختلف طریقے اختیار کرتا رہا۔

﴿اَرَءَیْتَ اِنْ کَانَ عَلَی الْہُدٰٓی ۱۱﴾ ''کیا تم نے غور کیا اگر وہ شخص ہدایت پر ہوتا؟''

﴿اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ۱۲﴾ ''یا وہ تقویٰ کی تعلیم دیتا!''

یہ شخص (ابوجہل) جو اسلام دشمنی پر اس قدر ڈٹا ہوا ہے کہ اپنی ساری صلاحیتیں اور سارے وسائل اسلام کو مٹانے اور دبانے پر لگا رہا ہے اگر یہ سیدھے راستے پر ہوتا یا نیک عمل کا درس دیتا تو کیا ایسا کرتا۔ ابوجہل کی بہادری، دلیری اور بے باکی کی وجہ سے حضور ﷺ نے دعا کی تھی کہ اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام میں سے کسی ایک سے اسلام کی مدد فرما۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کے حوالے سے دعا قبول فرمائی۔ اسی طرح ابوجہل کی بہادری اور جرأت کا یہ عالم تھا کہ جب جنگ بدر میں اس کی گردن کاٹی جا رہی تھی تو کہنے لگا کہ ذرا نیچے سے کاٹنا تاکہ معلوم ہو کہ یہ ایک سردار کا سر ہے۔ روایات میں اس کی صاف گوئی کا بھی ذکر ہے کہ کسی نے پوچھا کہ کیا تمہارا خیال ہے کہ محمدؐ جھوٹ بول رہے ہیں تو اس نے کہا ہرگز نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ لیکن دراصل ہماری اور بنی ہاشم کی آپس میں مسابقت چلی آرہی ہے۔ اگر وہ مسافروں کو کھانا کھلاتے ہیں، ان کی نصرت کرتے ہیں تو ہم ان سے بڑھ کر کرتے ہیں۔ اگر آج ہم نے محمدؐ کی بات مان لی تو ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان کے نیچے لگ جائیں گے۔

﴿اَرَءَیْتَ اِنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۱۳﴾ ''کیا تم نے سوچا کہ اس نے جو جھٹلایا ہے اور منہ موڑ لیا ہے۔''

﴿اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی ۱۴﴾ ''کیا یہ جانتا نہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے!''

وہ یہ بھی جانتا تھا کہ یہ وحی میرے ہی بارے میں نازل ہو رہی ہے لیکن اس کے باوجود اس نے حق سے منہ موڑے رکھا۔

﴿کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ ۬ۙ﴾ ''ہرگز نہیں! اگر یہ باز نہ آیا''

﴿لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ۱۵﴾ ''تو ہم گھسیٹیں گے اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر۔''

﴿نَاصِیَةٍ کَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۱۶﴾ ''وہ پیشانی کہ جو خطا کار ہے، جھوٹی ہے۔''

یعنی روز محشر ہم اس کے تکبر اور جھوٹی عزت کو اس طرح خاک میں ملائیں گے لیکن دیکھا گیا کہ دنیا میں بھی اس کے ساتھ اس کے سوا کچھ سلوک نہیں ہوا۔

﴿فَلْیَدْعُ نَادِیَہٗ ۱۷﴾ ''تو وہ بلا لے اپنی مجلس کے لوگوں کو۔''

اُسے یہ گھمنڈ تھا کہ سردار ہونے کی حیثیت سے اس کے حمایتی بہت ہیں۔ چنانچہ وہ اس کا برملا اظہار بھی کرتا تھا کہ میری چوپال بہت بڑی ہے۔

﴿سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ ۱۸﴾ ''ہم بھی بلا لیں گے جہنم کے فرشتوں کو۔''

ایک تو آخرت میں اس کا یہ انجام ہوگا لیکن اس دنیا میں بھی اس کو اس کی ایک جھلک دکھا دی گئی۔ جب ایک مرتبہ وہ حضور ﷺ کو نماز کی حالت میں دیکھ کر غصے سے بُرے ارادے سے آگے بڑھا تو اچانک اس کے قدم رک گئے اور وہ پیچھے ہٹ گیا۔ اُس نے بتایا کہ اچانک میرے اور محمدؐ کے درمیان آگ کی ایک کھائی آگئی اور اس میں پروں والی کوئی مخلوق تھی جو خوفناک انداز سے میری طرف لپک رہی تھی۔ اس آیت میں اس واقعہ سے قبل ابوجہل کو انتباہ کیا جارہا ہے کہ ہم بھی جہنم کے فرشتوں کو بلا لیں گے۔ ایسی صورتِ حال میں حضور ﷺ کی حفاظت کا اہتمام اللہ نے اس طرح سے بھی کیا ہے۔ اب اگلی آیت میں سجدہ ہے۔

﴿کَلَّا ؕ لَا تُطِعْہُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۱۹﴾ ''کوئی بات نہیں! (اے نبی ﷺ) آپ اس کی بات نہ مانیے، آپ سجدہ کیجیے اور (اللہ سے اور) قریب ہو جائیے!''

آپ ﷺ اس جھوٹے غلط کار شخص کی ایک نہ سنیے۔ یہ اگر آپ کو نماز پڑھنے سے منع کرتا ہے تو اس کی پروا نہ کیجیے۔ آپؐ اپنے پروردگار کی جناب میں سجدے کرتے رہیے اور کثرتِ سجود سے اس کا قرب حاصل کرتے رہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں روز محشر سجدہ کرنے والوں کی صف میں سے اُٹھائے۔ آمین ❁❁❁

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ کراچی وسطی، شاہ فیصل کے رفیق جناب محمد رفیق وفات پا گئے

☆ مکتبہ خدام القرآن لاہور کے کارکن عبدالمتین مجاہد کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَاَدْخِلْھُمَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

عجب ہے سرکشی کا ایک عالم......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

سوشل میڈیا نے دنیا بھر کے مناظر دو انگلیوں کی دسترس میں دے دیئے ہیں۔ بدترین المیے، عیش وطرب، عالمی سیاست کے سارے رنگ، بھانت بھانت کی بولیاں۔ اعصاب شکن مناظر نور الدین زنگی اور سلطان صلاح الدین ایوبی کے حلب کے ہیں۔ عرب اور پوری مسلم دنیا کی ناکامی کے اندوہناک مناظر......خونچکاں مناظر......بمباریوں اور فوجی لشکر کشی کے بعد جان بچا کر نکلنے والے مسلمان شہری، کمبلوں اور سامان سے بھی محروم کیے گئے ہیں۔ برفباری، بارش، شدید سردی میں بے یار ومددگار عورتیں بچے بوڑھے مریض۔ دنیا اندھی گونگی بہری بنی بیٹھی ہے۔ حلب کی تباہی پر مہرِ اختتام ثبت ہوگئی تو ضمیر کے منہ میں تکا دینے کو، پرسا دینے کو نمائشی طور پر ایفل ٹاور کی بتیاں بجھا دی گئیں۔ جب تسلی ہوگئی کہ حلب کے شہریوں کی زندگیوں کے چراغ گل ہوگئے! پیرس، لندن ایمسٹر ڈیم، کوپن ہیگن، اوسلو میں مظاہرے ہوئے...... ویسے ہی درشنی جمہوری مظاہرے جن کے بعد عراق پر حملہ کر کے اسے تہس نہس کیا گیا تھا! حلب کی بربادی پر مظاہرے ہوگئے، اب شہریوں کا پرسان حال کوئی نہیں۔ نہ کوئی اقوام متحدہ، نہ عالمی چوہدری، نہ جنیوا سے جنگی جرائم کے خلاف بھاشن دیتے لمبے چوڑے عالمی قانونی ڈھکوسلے۔ حلب ہے۔ اس میں ایرانی جرنیل کی قیادت میں جاری فوجی آپریشن ہے۔ شامی فوج تو نہ ہونے کے برابر ہے۔ ایرانی، عراقی، لبنانی، افغانی اور پاکستانی جنگجو ہیں جو بشار الاسد کی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ (رابن یٹیین۔ الجزیرہ) آرتھوڈاکس (قدامت پسند) عیسائی پیوٹن ایران کے ہمراہ حلب کی فتح کا جشن منا رہا ہے۔ (یاد رہے کہ آنجہانی روسی سفیر کی آخری مذہبی رسومات کی ادائیگی بھی قدامت پسند عیسائی پادری نے کی ہیں۔)

مسلمان ممالک کیا کر رہے ہیں، آیئے دیکھیں۔ حلب کے دھوئیں (آتش زنی، بمباری اور آہوں کراہوں کے دھوئیں) بہتے خون، بارود کی بو، معصوم بچوں کی لاشوں کے مناظر ہٹا کر دبئی آیئے۔ یہاں کرسمس کی ریکارڈ توڑ تیاریاں جاری ہیں۔ کرسمس؟ مسلمان ملک میں؟ عیاذاً باللہ......اللہ کے ہاں بیٹا پیدا ہونے کے بھیانک شرکیہ تصور پر صاد کرنا؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے عیسائیوں کے ساتھ صلح نامہ دستخط کیا تو اس کی یہ شق تھی: وہ اپنے شعائرِ دینی اپنے عبادت خانوں میں بندرہ کر انجام دیں گے۔ باہر لا کر (جلوس کی صورت) مسلم معاشرے کے لیے باعثِ اذیت نہیں بنیں گے۔ پورے پاکستان میں مذہبی یک جہتی کے نام پر کرسمس ٹرین چلاتی حکومت......کاش سورۃ مریم پڑھ لیتی۔ قریب ہے آسمان پھٹ جائے، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں، اس قول کی وجہ سے کہ وہ رحمان کی اولاد ثابت کرنے بیٹھیں۔ (93-88) پوری دنیا مل کر مسلمانوں کا قتل عام کرے اور ہم 1.6 فیصد اقلیت کی خاطر بھیانک شرک مسلم قوم پر مسلط کریں؟ علماء کہاں ہیں؟

ادھر ابوظہبی میں اونٹوں کا مقابلۂ حسن بھی ہو رہا ہے۔ (آپ صرف اسی پر شکر کر لیجیے کہ خواتین کا مقابلۂ حسن نہیں ہے۔ وہ ہوتا تو کیا کر لیتے!) اعزاز پانے والے اونٹ کے مالک کو کروڑوں درہم کی انعامی رقم اور قیمتی گاڑیاں دی جائیں گی! رنگ میں بھنگ ڈالنے کو فلسطینی انقلابی یاسین صالح نے کہا ہے: عرب ممالک فلسطین پر ناکامی کا منہ دیکھنے کے 68 سال بعد اب شام کو روس سے نہ بچا پانے کے ذمہ دار ہیں۔

دبئی ہی میں پاکستان کے امراء و روساء کا میکہ بھی ہے۔ ذرا ملاحظہ ہو۔ تقریب ہائے شادی خانہ آبادی نونہالانِ سیاستدانانِ پاکستان! کشکول بدست، ملک اجاڑ کولیشن سپورٹ فنڈ کا بھکاری مسکین وطنِ عزیز! وہاں دو شادیاں، حلب کے عقب دبئی میں جاری و ساری ہیں۔ جن میں دبئی، لندن، یورپ، امریکہ، کینیڈا و دیگر ممالک سے اہم شخصیات مدعو ہیں۔ دونوں حضرات ایم کیو ایم سے وابستہ رہے ہیں۔ گورنری کے طویل ترین مزے لوٹ کر دبئی جانے والے عشرت العباد اور سلیم شہزاد۔ بھاری بھرکم ہوٹلوں میں بھاری بھرکم شادیاں جو حلب بھلا دینے کو کافی ہوں۔ 16 سال کراچی کی بھتہ خوریاں، ٹارگٹ کلنگ، 12 مئی، فیکٹری میں بھتہ نہ دینے کے جرم میں بھسم ہو جانے والے، سب بھلا دینے کو کافی۔ یوں بھی اتنے بڑے سیاسی اکٹھ میں کراچی کے مستقبل کے فیصلے بھی تو ہونے کو ہیں۔ ہمارے ہاں حساس دلوں کے لیے غم کی ایک سے ایک بڑی خوراک موجود ہے۔ آگے چلیے۔ وہ جو سیکرٹری خزانہ بلوچستان اور فرنٹ مین کا کروڑوں روپے اور ہیرے جواہرات کی برآمدگی کا سکینڈل تھا، مبارک ہو کہ اس میں سے 2 ارب نیب کو دے کر وہ چھوٹ جائیں گے! بھاگتے چور کی لنگوٹی تو ملی نا......! پاکستان کو یہ سارے لنگوٹی پوش بنا کر دبئی جا بیٹھیں گے!

ایک ہی دن کی خبروں میں ایک ہی صفحے پر اگلی کرپشن کے اعداد اتنے زیادہ تھے کہ راقمہ کے کمزور حساب میں سمانے والے ہی نہ تھے۔ سادہ معصوم خبر یہ ہے کہ وزارت خارجہ حکام نے کشمیر کا زفنڈ عیاشیوں میں اڑا دیا۔ حنا ربانی کھر اور نواب زادہ عماد خان غیر قانونی ٹریولنگ الاؤنس لیتے رہے۔ گاڑی کے ٹائروں پر 20 لاکھ خرچ آیا۔ (غلط اعتراض ہے۔ وزیر خارجہ کی گاڑی تھی، گدھا گاڑی تو نہ تھی!) اُدھر پی آئی اے کے 5 بوئنگ طیاروں کی خریداری غیر شفاف نکلی! (یہ بھی کوئی خبر ہے اپنے اندر نہیں رکھتی۔ شفاف ہوتی تو خبر بنتی)۔

پرویز مشرف بھی حد کرتے ہیں۔ بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی! اس میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ کتاب لکھ کر سارے اعتراف کیے تھے۔ عرب و دیگر شہریوں کا 5 ہزار ڈالر فی کس لے کر امریکہ کے ہاتھ بیچنا۔ گوانتاناموبے کے پنجروں کی آبادی فراہم کرنا نیز بہت کچھ اور بھی......ناگفتنی......اب وہ مقدمہ قتل میں مطلوب، آئین سے غداری کے مقدمے میں مطلوب ہیں اور اس کے باوصف خود ہی راز کھولا۔ فرماتے ہیں راحیل شریف نے بالائے بالا تر انہیں باہر بھجوا دیا۔ ان کے بیان میں حکومتی، عدالتی پردہ نشینوں کا تذکرہ آ گیا اور ہاہا کار مچ گئی۔ قوم تو یوں بھی لکیر پیٹنے کی عادی ہے۔ بیٹھ کر انتظار کرتی ہے۔ سانپ کے گزرتے ہی سارے دانشور ایک پیج پر بیٹھ کر لکیر پیٹنے لگتے ہیں، سو پیٹ رہے ہیں۔ اب راحیل شریف کے تشریف لے جاتے ہی ٹرکوں پر سے تصویریں بدلی جائیں

گی۔ کل تک جس کے بغیر آکسیجن سلب ہو رہی تھی اب اس کے جاتے ہی سبھی کچھ سبھی کو سوجھنے لگا۔ آئین اور عدالتوں کی حرمت پر بھی آنچ آنے لگی۔ راحیل شریف کے خودنمائی، خود پرستی کے دلدادہ ہونے کا بھی یکایک پتا چل گیا! جب ہسپتال میں کمر زدہ لیٹے کراہتے پرویز مشرف جہاز کی سیڑھیاں پھلانگ رہے تھے، دبئی پہنچتے ہی فوری افاقہ ہو گیا تھا۔ امریکہ پہنچتے تک قابل رقص ہو گئے تھے، اس وقت ملک کے بہی خواہ، تجزیہ نگار، محققین منقار زیر پر کیوں تھے؟ راز کی یہ بات تو خانہ نشین راقمہ تک کو معلوم تھی۔ آپ کو تو بجلیاں خبر دیتی تھیں، معترض نہ ہوئے!

بس ایک حدیث ملک کے پورے مناظر کے پیچھے چلتی نظر آ رہی ہے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنی امت کے اوپر دجال کے علاوہ ایک اور چیز سے ڈرتا ہوں۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے اس بارے سوال کیا کہ وہ کیا چیز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: گمراہ کرنے والے قائدین (مسند احمد)۔ پرویز مشرف کے حوالے سے عدل کی کیا توقع۔ عالم تو یہ ہے کہ مظہر فاروق کو 24 سال بعد انصاف دیا تو کہا: فوری رہا کر دیں...... بے گناہ ہے! (جوانی گلا دی!) اسی طرح ایک اور قیدی بھی تقریباً اتنی ہی طویل قید کاٹ کر انتقال کر گیا تو پس مرگ عدالت نے بھی پروانہ رہائی بے گناہی کا اعلان کر کے جاری کر دیا۔ (اب شاید نکیرین اور کراماً کاتبین کے استفادے کے لیے جاری کیا!)

المیہ ہائے پاکستان کی فہرست طویل ہے۔ تاہم ہمارے المیے، روشن خیال نو واردانِ نظریاتی مملکتِ خداداد پاکستان کے طرحے ہیں۔ مثلاً بادشاہی مسجد کا منظر۔ پہلے دھچکا لگا کہ کوئی فیشن شو ہو رہا ہے، ڈراما فلمایا جا رہا ہے؟ بعد ازاں پتا چلا کہ یہ نکاح کی تقریب ہے۔ ماڈل گرل، ایکٹریس عروہ اور بینڈ باجے والے فرحان کی، ایفل ٹاور کے سائے میں منگنی ہوئی تھی۔ بادشاہی مسجد کو گرجا سمجھ کر نکاح کی تقریب وہاں کر لی۔ علماء سے درخواست ہے کہ اس امر پر نظرثانی فرمائیں کہ مساجد کا تقدس اور حرمت نامناسب لباسوں سے پامال کرنے، سیلفیوں، تصویر کشیوں کے بے ہودہ مناظر تخلیق کرنے کی یوں کھلی چھٹی نہ دی جائے۔ اس شادی کی سینکڑوں حیا باختہ تصاویر اور ویڈیوز سوشل میڈیا پر موجود ہیں جن کی مہذب آنکھ متحمل بھی نہیں ہو سکتی۔ انہی میں سے استثنائی ایک بادشاہی مسجد میں نکاح کی ویڈیو/تصویر ہے۔ دوسری طرف عروہ کی شراب کے نشے میں دھت ویڈیو ہے۔ ٹیلی ویژن کے 78 چینلوں پر مچایا فتور کیا کافی نہیں کہ مساجد کا تقدس نکاح کی آڑ میں برباد کیا جائے؟ ہر جگہ جانے کے آداب ولوازم ہوتے ہیں۔ سیرینا، میریٹ، وائٹ ہاؤس جانے میں پروٹوکال معلوم ہے...... اللہ کے گھر کے آداب، وقار اور تقدس معلوم نہیں؟ یہی حشر فیصل مسجد کا بنا رکھا ہے۔ خواتین کو فقہی احکام مسجد میں قدم رکھنے کے معلوم نہیں۔ شادی گھر سمجھ کر سج سنور کر سبھی چلی آتی ہیں۔ اسے یقینی بنانا حکومت، وزارت مذہبی امور اور علماء کا کام ہے۔ اس جہالت کا سدباب کرنا ہوگا۔ اگر دبئی و دیگر مسلم ممالک میں مساجد میں اوڑھنیاں رکھی ہوتی ہیں اور خواتین ان کا التزام کرتی ہیں تو یہاں کیوں نہیں؟

عجب ہے سرکشی کا ایک عالم ہر طرف اب تو
کہاں سے ڈھونڈ کر لاؤں میں وہ نقشِ کہن اپنا

❁❁❁

گوشۂ خواتین

اے میری بیٹی!

رخصتی کے موقع پر ایک ماں کی بیٹی کو قیمتی نصیحتیں

ثمیرہ لیاقت

ایک ماں نے رخصتی کے وقت اپنی بیٹی کو چند نصیحتیں کیں جو گھروں کی راحت کی ضامن اور سونے کے پانی سے لکھنے والی ہیں: اس نے کہا:

اے بیٹی! اگر نصیحت کسی کے عقل و خرد یا اعلیٰ نسب کی وجہ سے کی جاتی، تو میں اسے ضرور چھوڑ دیتی اور تجھ سے چھپاتی، مگر یہ عقل مند کے لیے یاد دہانی کے طور پر اور بے سمجھ کے لیے بطور تنبیہ کی جاتی ہے۔ اس لیے میں تجھے نصیحت کر رہی ہوں۔

اے بیٹی! تو ایک نامانوس ماحول اور وطن سے دور ایسے ماحول میں جا رہی ہے جسے تو نہیں جانتی۔ ایک ایسے ساتھی کے ہاں تجھے جانا ہے جس کے ساتھ تو مانوس نہیں جب کہ وہ تیرا مالک بن جائے گا۔ لہٰذا تو اس کی لونڈی بن جانا، اس طرح وہ تیرا غلام بن جائے گا۔

اس سلسلے میں تو میری دس باتیں یاد رکھنا:

☆ پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنے خاوند کے ساتھ قناعت اور سادگی سے زندگی گزارنا۔

☆ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی بات غور سے سننا اور اطاعت کرنا کیونکہ اطاعت سے دل کو راحت پہنچتی ہے اور خاوند خوش ہوتا ہے۔

☆ تیسری بات یہ کہ تجھ سے خاوند کی مرضی کے خلاف کوئی بات سرزد نہ ہو۔

☆ چوتھی بات یہ ہے کہ تیرا خاوند تجھے صاف ستھرے اور مہکتے لباس میں ہی ملبوس دیکھے۔ اے میری بیٹی! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ عطر کی عدم موجودگی میں پانی سب سے خوشبودار ہے، اس سے نہا اور بناؤ سنگار کر۔ حسن پیدا کرنے کے لیے تیرے پاس سرمہ موجود ہے، اس سے زیادہ کوئی چیز اچھی نہیں۔

☆ پانچویں بات یہ ہے کہ اس کے کھانے کے وقت کا خیال رکھ۔

☆ چھٹی بات یہ ہے کہ سونے کے وقت بھی اس کے آرام کا خیال رکھ کیونکہ بھوک کی شدت ناقابل برداشت ہوتی ہے اور نیند سے اچانک جاگنا غصے کا سبب ہوتا ہے۔

☆ ساتویں بات اس کے مال کی حفاظت کرنا۔

☆ آٹھویں نصیحت یہ ہے کہ اس کے رشتے داروں اور خاندان کا لحاظ رکھنا۔ کیونکہ مال کی حفاظت، حسن ترتیب اور رشتے داروں اور خاندان کی رعایت حسنِ انتظام کی علامت ہے۔

☆ نویں یہ کہ اس کے رازوں کو ظاہر نہ کرنا۔

☆ دسویں یہ کہ اگر تو نے اس کے راز کو ظاہر کر دیا، تو سزا سے نہ بچ سکے گی اور اس کے غصے کو بھڑکا دے گی۔

اے بیٹی! جب وہ ناخوش ہو، تو خوش ہونے اور جب وہ خوش ہو، تو غم کا اظہار کرنے سے بچنا۔ کیونکہ پہلی چیز کوتاہی کی علامت ہے اور دوسری سے کدورت کا اظہار ہوتا ہے۔

اور تجھے اچھی طرح معلوم ہونا چاہیے کہ یہ تمام چیزیں، تو اپنے خاوند سے اس وقت تک حاصل نہ کر سکے گی جب تک کہ تو ان تمام معاملات میں جنہیں تو پسند یا ناپسند کرتی ہے، اپنے خاوند کی خواہش اور رضا کو اپنی مرضی پر ترجیح نہ دے۔ اللہ تعالیٰ تیرے لیے بہتری کرے اور تجھے اپنی رحمت سے نوازے۔

جب لڑکی اپنے خاوند کے ہاں پہنچی، تو اس نے اپنی والدہ کی نصیحتوں کے مطابق عمل کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے خاوند کا اعتماد حاصل کر لیا اور بڑی عزت پائی۔

فقر — پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق 4

19 مُوموناں را گُفت آں سلطانِ دیںؐ — 'مسجدِ مَنْ ایں ہمہ رُوے زمیں'

اس سلطانِ دین (ﷺ) نے مسلمانوں سے فرمایا: یہ تمام روئے زمین میری 'مسجد' ہے

20 اَلاماں از گردشِ نُہ آسماں — مسجدِ مومن بدَستِ دِیگراں

نُو آسمانوں کی گردش سے پناہ ہے — مسلمانوں کی مسجد غیروں کے قبضے میں

21 سخت کوشَد بندۂ پاکیزہ کیش — تا بگیرد مسجدِ مولائے خویش

پاک فطرت بندہ زبردست جدوجہد کرتا ہے — تا کہ اپنے آقا کی مسجد پھر حاصل کر لے

22 اے کہ از ترکِ جہاں گوئی مَگو — ترکِ ایں دیرِ کُہن تسخیرِ اُو

تو ترکِ دنیا کی بات کر رہا ہے ایسا نہ کہہ — اس پرانے بُت خانے کو ترک کرنا اس پر غلبہ پانا ہے

23 راکبش بُودَن ازُو وارستن است — از مقامِ آب و گِل برجستن است

اس پر سوار ہوجانا گویا اس سے چھٹکارا پانا ہے — اور آب وگل کے مقام سے بلند تر جانا ہے

24 صیدِ مومن ایں جہانِ آب و گِل — باز را گوئی کہ صیدِ خُود بہل؟

آب وگل کی یہ دنیا مردِ مومن کا شکار ہے — کیا تو باز سے کہہ رہا ہے کہ وہ اپنا شکار چھوڑ دے؟

19۔ سلطانِ دین حضرت محمد ﷺ نے تو چودہ صدیاں پہلے فرمایا کہ ساری زمین (کل روئے ارضی) میرے لیے مسجد (بنادی گئی) ہے❶ اور مسجد تو صرف 'مسجد' اور خالق کائنات کی عبادت کے لیے ہی استعمال ہوسکتی ہے گویا کل روئے ارضی رب کی دھرتی ہے اوراس پر رب ہی کا نظام، جو کہ نظامِ مصطفیٰ ﷺ ہے، ہی جاری ہونا قرین انصاف بھی ہے ہمارا دینی فریضہ بھی۔

20۔ اے اللہ! تو امان میں رکھنا، افلاک کی گردش یعنی گزرتے ہوئے زمانے نے یہ حالات دکھائے ہیں کہ روئے ارضی جو اہل ایمان کی 'مسجد' تھی جہاں رب کا نظام ہونا چاہیے تھا وہ سب بحر و بر آج کافروں کی فرماں روائی میں ہیں اور ابلیسیت کا راج ہے آج کا مغرب بے دینی اور خدا بیزاری کے نتیجے میں جس جگہ کھڑا ہے وہاں انسانی اخلاق اور اقدار کی جگہ انسان دشمن اور اخلاق دشمن رویّوں نے لے لی ہے۔

21۔ ہر پاک سیرت و پاک فطرت انسان سخت محنت کرتا ہے کہ غیروں کے قبضے، ابلیسی نظام اور غیر اللہ کی حاکمیت کے نظام سے کرۂ ارضی کو نجات دلادے۔ اس لیے کہ انسان کے خداشناسی اور خدا کی بندگی کے لیے جس ماحول اور فضا کی ضرورت ہے وہ اس ابلیسی نظام اور حیوانیت کی تہذیب میں مفقود ہے۔

22۔ اے مسلمانوں کے رہنماؤ ـــــ پیرانِ کرام و صوفیائے کرام! تارکِ دنیا ہونے کی بات مت کرو، ترک دنیا نہیں قرآن مجید اور ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات 'تسخیر دنیا' کی ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے بالقوہ ہمارے لیے مسخر کردیا ہے اس کو بالفعل مسخر کرکے دنیا کو دکھادو۔ جیسے طارق بن زیاد نے جبرالٹر میں کہا تھا کہ ع

'ہر ملک ملک ما ست کہ ملک خدائے ماست'

23۔ دنیا کا طالب اور غلام بن کر زندگی گزارنا اسلام کی تعلیمات نہیں اور دنیا سے علیحدہ ہوجانا مطلوب نہیں بلکہ اس مادی دنیا کی قوتوں کو مسخر کرکے اپنے مقصد اور نصب العین ـــــ دین کا غلبہ اور 'نظامِ خلافت کا قیام' کے لیے استعمال کرنا اور ذاتی منفعت نہ لینا ہی اللہ تعالیٰ کی منشا اور فقر کا تقاضا ہے اور جسمانی تقاضوں سے بلند ہوکر 'روح' کو سیراب کرنا اور اللہ تعالیٰ کے قریب کرنا ہے۔ یہی رضائے الٰہی کا راستہ اور تقربِ الٰہی کی اعلیٰ ترین منزل ہے یعنی تقرب بالفرائض والی منزل طے کی جائے۔

24۔ بندۂ مومن یعنی مردِ فقیر کے لیے یہ مادی کائنات ایک شکار ہے (جیسے کبوتر اور چڑیا باز کے لیے) پھر کچھ (رہنما) یہ مشورہ دیتے ہیں کہ دنیا چھوڑ دو یعنی ترکِ دنیا اختیار کرلو۔ حقیقت یہی ہے کہ اس شکار کو قابو کرنا ہی کائنات میں مقامِ انسانی کا مقصد ہے اور یہی کچھ بندۂ مومن کو کرنا چاہیے۔

❶ ''مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے انبیاء کو نہیں عطا کی گئیں: ایک مہینے کی مسافت سے رُعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ اور میرے لیے زمین کو مسجد بنادیا گیا ہے اور پاک کرنے والا بھی۔...... اور میرے لیے (قتال کی صورت میں) غنیمت کا مال حلال کیا گیا ہے اور مجھ سے پہلے نبیوں کو اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مجھے تمام نوعِ انسانی کی طرف بھیجا گیا ہے۔ اور مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔'' (بخاری)

حلب میں قتل عام پر ایران نے فتح کا جشن منایا اور پاکستانی حکمرانوں کے منہ سے مذمت کا ایک لفظ بھی نہیں نکلا،
جب عالم اسلام کا یہ حال ہوگا تو دشمن کیا کچھ نہیں کریں گے: ایوب بیگ مرزا

اس وقت شام اور دوسرے عرب ممالک ایک انتہائی بڑے جغرافیائی تغیر کے مرحلے سے گزر رہے ہیں اور اس میں شام کو کلیدی حیثیت حاصل ہے: انیس الرحمٰن

ایران سنیوں کے قتل عام پر جس طرح جشن منارہا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید گریٹر اسرائیل کہیں پیچھے رہ جائے اور گریٹر ایران کا خواب پورا ہو جائے: خالد محمود عباسی

اگر پاکستان میں نظام عدل اجتماعی قائم ہوجائے اور ایک رول ماڈل بنے جسے دیکھ کر لوگ ہمارے ساتھ مل جائیں تو ہم بھی اس پوزیشن میں ہوسکتے ہیں کہ جوابی کارروائی کرسکیں: رضاء الحق

حلب میں قتل عام ، ایران کا جشن اور عالم اسلام کی بے حسی کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں نامور دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: کیا شام کی موجودہ صورت حال اقتدار کی جنگ کا نتیجہ ہے یا کچھ اور؟ کون کون سے ممالک اور گروہ اس صورت حال کے ذمہ دار ہیں؟

رضاء الحق: یقیناً اس صورت حال کی وجہ اقتدار کی جنگ بھی ہے جو کافی عرصہ سے چل رہی ہے۔ بشارالاسد کو عوام کی اکثریت ہٹانا چاہ رہی ہے ۔ کیونکہ شام میں اکثریت سنی آبادی کی ہے اور اس پر ایک ایسی اقلیت عرصہ دراز سے مسلط ہے جس کی یہ روایت بن چکی ہے کہ وہ اپنے خلاف احتجاج کرنے والے شہریوں پر بم باری سے کم بات نہیں کرتی ۔70ء اور 80ء کی دہائی میں اخوان المسلمین پر باقاعدہ بمباری ہوئی اور اس کے بعد آج تک شامی حکومت اپنی اس روایت پر قائم ہے اور اب اس ظلم وتشدد میں روس بھی شامی حکومت کا ساتھی بن گیا ہے۔ دراصل خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد مسلمانوں کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا اور ان پر آمریتیں مسلط کر دی گئیں۔لہٰذا مستقبل میں ان آمریتوں کے خلاف مسلمانوں کا اُٹھ کھڑے ہونا ایک فطری بات تھی۔ جیسے عرب اسپرنگ کے نام سے تحریک مختلف عرب ممالک میں چلی۔ جب یہ شام میں پہنچی تو سب سے پہل اس تحریک میں شام کے مقامی لوگ شامل ہوئے لیکن بعدازاں اس میں امریکہ، اسرائیل، ایران سمیت دیگر ممالک کے اسٹیکس بھی شامل ہوگئے ۔ امریکہ ایک جارح کے طور پر اس علاقے میں پہلے سے موجود تھا، اس کے علاوہ ایران، ترکی، سعودی عرب اور اسرائیل کے بھی شام میں اپنے اپنے مفادات ہیں۔ امریکہ کا ایجنڈا اس علاقے میں فساد برپا کر کے گریٹر اسرائیل کا راستہ ہموار کرنا ہے۔ جبکہ سعودی عرب اور ایران کی علاقے میں اپنی قیادت کی جنگ چل رہی ہے۔ ترکی کرد باغیوں کی وجہ سے شام میں ملوث ہے اور روس کا طرطوس میں نیول اڈہ ہے اور وہ دوبارہ اُبھرتی ہوئی طاقت کے طور پر امریکہ کو پھر چیلنج کر رہا ہے۔ چنانچہ یہ ایک انتہائی پیچیدہ صورت حال ہے جس کے تحت مختلف طاقتوں کے ایجنڈے شام میں متصادم ہیں اور ان طاقتوں کے زیر اثر مختلف متحارب گروپس شام میں متحرک ہیں جیسے القاعدہ، فری سیرین آرمی ، القاعدہ عراق ، داعش ، ایرانی ملیشیا، حزب اللہ اور کرد وغیرہ۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: جو تحریک اس وقت شام میں چل رہی ہے اسی تحریک کے نتیجے میں کچھ دیگر عرب ممالک کی حکومتوں کا تختہ اُلٹ دیا گیا لیکن شام میں ایک غاصب حکومت کو مسلط رکھا جارہا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکہ اور سوویت یونین دو سپر قوتوں کے طور پر سامنے آئے۔ دونوں ایٹمی قوتیں تھیں لہٰذا ان کے درمیان گرم جنگ تو ہو نہیں سکتی تھی البتہ سرد جنگ چلتی رہی۔ جس کے دوران کبھی ایک فریق قدم آگے بڑھاتا تو دوسرا پیچھے ہٹ جاتا۔ دوسرا قدم بڑھاتا تو پہلا پیچھے ہٹ جاتا۔ کیوبا، اِس کی بڑی مثال ہے۔ اب شام میں بھی یہی کھیل جاری ہے۔ جہاں امریکہ بشارالاسد کو ہٹانے کا حامی تھا جس طرح اس نے لیبیا میں قذافی کو، تیونس میں زین العابدین اور مصر میں حسنی مبارک کو ہٹایا مگر روس بشارالاسد حکومت کو بحال رکھنے کا حامی ہے کیونکہ روس کا طرطوس میں واحد نیول بیس ہے۔ اس کے علاوہ روس کا مڈل ایسٹ میں کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ اس بنیاد پر جب امریکہ نے دیکھا کہ روس بشارالاسد کی حمایت میں سنجیدہ ہے تو تھوڑا سا پیچھے ہٹا۔ لہٰذا اب امریکہ اور نیٹو کا ایجنڈا صرف یہی ہے کہ اگرچہ بشارالاسد کو ہٹایا تو نہیں جا سکتا لیکن شام میں فساد اور انتشار پیدا کیا جائے۔ کیونکہ عالم اسلام میں انتشار پیدا کرنا امریکہ کا ایجنڈا نمبر ایک ہے۔

سوال: اس وقت عالم عرب اور خاص طور پر شام میں جو صورتحال ہے اس کا مختصر سا خاکہ ہمیں بتا دیجیے۔

انیس الرحمان: اس وقت شام اور دوسرے عرب ممالک ایک انتہائی بڑے جغرافیائی تغیر کے مرحلے سے گزر رہے ہیں اور اس میں شام کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ دو نظریات کی بنیاد پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ یعنی ایک طرف روس، ایران اور دیگر ممالک کے اقتصادی و معاشی مفادات بھی ہیں اور دوسری طرف عالمی قوتیں دنیا پر جو آئندہ آنے والی اسٹریٹجی نافذ کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے مشرق وسطیٰ محور و مرکز ہے۔ اس لیے یہاں پر جوہری تبدیلیوں کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے یہ افسوسناک صورتحال ہے۔

سوال: شام میں اس وقت بہت سے گروپس اور ممالک بالواسطہ اور بلا واسطہ ملوث ہیں۔ کیا یہ واضح نہیں ہے کہ کون سا گروپ کس کے خلاف لڑ رہا ہے؟

انیس الرحمان: جی! یہ بالکل واضح نہیں ہے کہ یہ کون کون سے گروپس ہیں اور ان کے مقاصد کیا ہیں؟ غالباً ایک دور میں امام شافعیؒ سے سوال کیا گیا تھا کہ فتنوں کے دور میں ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ حق پر کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا تھا کہ دشمنوں کے تیروں کا رخ دیکھ لینا۔ جس طرف ان کا رخ زیادہ ہوگا وہی اہل حق ہوں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ شام میں بہت سے ممالک ملوث ہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بہت سے ممالک اس صورتحال میں بیک فٹ پر بھی چلے گئے ہیں جیسے ترکی اور کچھ عرب ممالک اور امریکہ بھی ایک قدم پیچھے ہٹا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ روس کے لیے شام کو افغانستان بنانے کی کوشش ہے۔ حلب کے بڑے حصے پر اگرچہ روسی ، ایرانی اور شامی فوجوں نے

قبضہ کیا ہے لیکن اس کے باوجود حلب کے باقی حصوں میں دس ہزار سے زائد فری سیرین آرمی اور دوسرے گروپس کے لوگ موجود ہیں اور اطلاعات یہ بھی ہیں کہ موصل سے داعش کے لوگ کافی تعداد میں منتقل ہوئے ہیں اور وہ دیگر جماعتوں سے اپنے اختلافات ختم کر کے اور ان کے ساتھ مل کر روسی اور شامی فوجوں کے خلاف مقابلے کی تیاری کر رہے ہیں۔

سوال: مگر اس کا انجام کیا ہوگا؟

انیس الرحمان : حلب کا سقوط ایک طویل گوریلہ جنگ کا آغاز ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ حلب کے بعد اگلا شہر ازلہ ہوگا۔ لیکن حلب اور ازلہ کی جغرافیائی صورت حال میں بڑا فرق ہے۔ وہاں مزاحمتی گروپس کی پوزیشن بہت زیادہ مضبوط ہے۔ دوسرا اس شہر کا بہت بڑا حصہ ترکی کی طرف جاتا ہے جس کے تمام راستوں کے اوپر مزاحمت کاروں کا کنٹرول ہے۔ اسی لیے روسی اس کے اوپر پوری کارروائی کرنے سے ہچکچا رہے ہیں۔

سوال: اس سے تو یہاں تقسیم در تقسیم کا عمل جاری رہے گا؟

انیس الرحمان: جی بالکل! خدشہ یہی ہے کیونکہ امریکہ اور عالمی صیہونی لابی کی پوری کوشش یہی ہے کہ کردستان کی آزاد ریاست تشکیل دی جائے۔ کردستان کا علاقہ ترکی، ایران، شام اور عراق کے درمیان واقع ہے اور اس وقت پورے خطے میں جنگ کا محور بھی یہی علاقہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسرائیل کی آئندہ سیادت قائم کرنے کی جو کوشش کی جاری ہے اس میں سب سے بڑی مزاحمت روس اور چین کی طرف سے ہے۔ آئندہ کے لیے روس کے میزائل اٹیک کو روکنے کے لیے پہلے پولینڈ میں میزائل شیلڈ لگانے کی کوشش کی گئی۔ اب یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ مشرق وسطیٰ کے شمالی حصوں میں ایک الگ ریاست قائم کر کے اس میں دفاعی شیلڈ لگائی جائے۔ تاکہ اسرائیل جب اپنی بھرپور قوت کے ساتھ باہر نکلے اور اپنے آس پاس کے علاقوں پر قبضہ جمائے تو اسے روکنے والا کوئی نہ ہو اور اگر کوئی مزاحمت نظر آئے تو اسے ختم کرنے کے لیے پہلے سے سارا انتظام مکمل ہو۔

سوال: جن ممالک کی سرحدیں شام سے ملتی ہیں، کیا وہ اس جنگ میں خود داخل ہوں گے یا یہ جنگ ان میں داخل ہوگی؟

رضاء الحق : شام کے ساتھ سب سے طویل سرحد ترکی کی ہے، اس کے بعد ایران، لبنان، اردن اور اسرائیل کی سرحدیں ملتی ہیں۔ یقیناً داعش کو جب بنایا گیا تھا اور بنانے والے بھی ہمیں معلوم ہے کہ کون لوگ تھے تو یہ کسی ایک ایجنڈے کے تحت نہیں بنی تھی۔ وہ امریکہ سمیت ہر ایک کے ساتھ لڑ رہی تھی۔ حالانکہ امریکہ نے کبھی اس پر حملے نہیں کیے۔ داعش کا فوکس یہی تھا کہ عراق، سعودی عرب، یمن، قطر، ترکی اور شام میں خودکش حملے کیے جائیں اور پھر افغانستان اور پاکستان میں بھی حالات خراب کیے جائیں۔ جہاں جہاں مزید انتشار پیدا کرنے میں اس کا جتنا رول تھا میرے خیال میں اب وہ ادا کر چکی ہے۔

سوال : کیا ترکی کی بشارالاسد کی مخالفت ترکستان کی وجہ سے ہے اور کیا ایران کی بشارالاسد کی حمایت نظریات کی یکسانیت کی وجہ سے ہے یا کوئی اور وجہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جہاں تک ایران کا تعلق ہے تو وہ دو بنیادوں پر بشارالاسد کی حمایت کر رہا ہے۔ اول مذہبی تفرقے کی بنیاد پر۔ کیونکہ اختلاف کے باوجود فرقہ نصیریہ اہل تشیع کا ہی فرقہ ہے اور اس بنیاد پر ایران سنیوں کے مقابلے میں شام کے نصیریہ علوی حکمرانوں کی مدد کر رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ خاص طور پر رضا شاہ پہلوی کے دور سے ایران کی یہ خواہش ہے کہ اس کو علاقے میں نمبرداری حاصل ہو جائے۔ لہٰذا اس کی پالیسی یہ رہی کہ وہ ان تمام علاقوں کی حمایت کرے جہاں اہل تشیع زیادہ ہوں۔ مثلاً لبنان، شام، عراق وغیرہ۔ چنانچہ یہ وہ بنیادی وجوہات ہیں جن کی بناء پر ایران بشارالاسد کی پشت پر کھڑا ہے تاکہ شام قائم رہ کر ایران کا مرہون منت ہو اور اس کی نمبرداری کی حمایت کرے۔

> امریکہ اور صیہونی لابی کی پوری کوشش یہی ہے کہ ترکی، شام، ایران اور عراق کے درمیان ''کردستان'' کی الگ ریاست تشکیل دی جائے۔

رضاء الحق : یمن میں جو خانہ جنگی ہو رہی ہے اس کا بھی واحد مقصد یہی ہے کہ ایران اور سعودی عرب کے درمیان تنازعہ طول پکڑے اور وہ ایک دوسرے کے مدمقابل آ جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایران چودھری تو نہیں بن سکا البتہ عالم اسلام کے خلاف امریکہ کا proxy ضرور بن گیا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: جہاں تک ترکی کا تعلق ہے تو وہ پہلے بشارالاسد کو ہٹانے کا پُرزور حمایتی تھا مگر روس کی مداخلت کے بعد اب امریکہ کے ساتھ ساتھ اس کے موقف میں بھی تبدیلی دیکھی جا سکتی ہے۔ اب وہ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر حلب کے متاثرین جنگ کی مدد کر رہا ہے۔

رضاء الحق : جب موصل میں داعش کے خلاف کارروائی ہو رہی تھی تو ترکی نے وہاں اپنی فوج بھیج کر یہ پیغام دیا کہ یہاں کسی ایک فرقے کی نسل کشی نہیں ہونے دی جائے گی اور وہ نہیں ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ پہلے ترکی کا یورپی یونین میں شمولیت کا خواب تھا لہٰذا وہ یورپ کی حمایت میں بشارالاسد کو ہٹانے کا حامی تھا مگر اب چونکہ وہ خواب چکنا چور ہو چکا ہے تو اب ترکی کو بھی بشارالاسد کو ہٹانے میں کوئی دلچسپی نہیں رہی۔

سوال : کیا یہ درست ہے کہ شام سمیت عرب دنیا میں جو انتشار ہے یہ واقعی گریٹر اسرائیل کے لیے پیدا کیا گیا ہے؟

خالد محمود عباسی : جی یہ بالکل درست ہے۔ جو بھی ملک اس صیہونی منصوبے کے راستے میں رکاوٹ بن سکتا تھا ایک ایک کر کے اس کو ہٹایا جا رہا ہے۔ چاہے عراق ہو یا چاہے شام ہو صرف اسی وجہ سے ان کو کمزور کیا جا رہا ہے۔ باقی عرب دنیا میں کوئی ملک بھی ایسا نہیں ہے جو اسرائیل کے راستے کی رکاوٹ بن سکے۔

سوال: کیا آپ دیکھتے ہیں کہ شام میں امریکہ اور روس کی آپس میں سرد جنگ بھی چل رہی ہے؟

خالد محمود عباسی: میرا خیال ہے کہ روس کی اس علاقے میں مداخلت سے اسرائیل کو تو پریشانی ضرور ہوگی مگر ہمارا پڑوسی ملک ایران روسی مداخلت پر بہت خوش ہے جس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ ساری جنگ ایران کے لیے لڑی جا رہی ہے جبکہ ہم سمجھ رہے ہیں کہ اسرائیل کے لیے لڑی جا رہی ہے۔

سوال : لیکن ایران کیسے سمجھ سکتا ہے کہ ساری جنگ اس کے لیے لڑی جا رہی ہے؟

خالد محمود عباسی : ابھی ایرانی قیادت کے جو حالیہ بیانات آئے ہیں جس میں انہوں نے بڑی واضح بات کی کہ کفار کو مسلمانوں نے شکست دے دی۔ تو اس بیان میں کفار سے مراد حلب میں پھنسے ہوئے نوے ہزار سنی مسلمان ہی ہیں۔

سوال: ایران کو اس سے کیا حاصل ہو رہا ہے؟

خالد محمود عباسی : جب سے ایران میں انقلاب آیا ہے اس کے پرانے قوم پرستانہ نظریات کو بڑی جلا ملی ہے اور اس کی دبی ہوئی یہ خواہش دوبارہ جاگ اٹھی ہے کہ خسرو کے دور کے ایران کو نئی زندگی مل جائے۔ لہٰذا اس کی دوبارہ ان علاقوں پر نظر ہے جن پر ماضی میں اس نے قبضہ کیا تھا۔

سوال : ایران کی جس علاقے پر نظر ہے وہ کہاں سے کہاں تک ہے؟

خالد محمود عباسی : انقلاب کے بعد ایران کا پہلا تصادم عراق کے ساتھ ہوا اور عراق کے پیچھے سارے عرب آ کر کھڑے ہو گئے کیونکہ انہیں ایران سے خطرہ محسوس ہوا۔ نائن الیون کے بعد حالات میں مزید تبدیلی آئی اور عراق تو ایران کی جھولی میں گر گیا۔ اس کے بعد شام میں جنگ شروع ہوئی تو ایران اپنی ریگولر آرمی لے کر بشارالاسد کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ لہٰذا نتائج بتا رہے ہیں کہ شاید گریٹر اسرائیل کہیں پیچھے رہ جائے اور گریٹر ایران کا خواب پورا ہو جائے۔

سوال :سوائے پاکستان کے وہ تمام رکاوٹیں گرائی جا چکی ہیں جو گریٹر اسرائیل کی راہ میں حائل تھیں۔ پاکستان کا بننا بھی معجزہ، ایٹمی طاقت بننا بھی معجزہ لیکن اس کی قیادت نے کیا کیا ہے؟

خالد محمود عباسی :پاکستانی فوج، اسٹیبلشمنٹ اور میڈیا میں ایرانی اثر رسوخ کے ہوتے ہوئے پاکستان کے لیے کوئی واضح پالیسی اختیار کرنا انتہائی مشکل ہوگا۔

سوال :اس وقت عرب میں جو صورت حال ہے اس کے تحت پاکستان کے حالات خراب کرنے کی کوشش ہوسکتی ہے؟

عباسی صاحب :پاکستان جونہی اس جنگ میں کوئی موقف اختیار کرے گا تو حالات خود بخود خراب ہو جائیں گے۔ آئے روز چھوٹی چھوٹی باتوں پر پاکستان کی ساری سڑکیں جام ہو جاتی ہیں۔ یہ اثر رسوخ ہے جس کے نتیجے میں جو چاہے پاکستان کا سسٹم جام کردے۔

ایوب بیگ مرزا :گریٹر اسرائیل کا معاملہ تو واضح نظر آرہا ہے کیونکہ اس کے راستے کی تمام رکاوٹیں دور ہو رہی ہیں۔ لیکن جہاں تک گریٹر ایران کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایران صرف دور دراز علاقوں تک اپنا اثر و رسوخ چاہتا ہے۔ اس کی سرحدوں کے پھیلنے کے دور دور تک کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ اسرائیل ایک بڑی ایٹمی طاقت ہے جبکہ ایران نہ تو کوئی بڑی طاقت ہے اور نہ ہی اپنی سرحدوں کو پھیلانا اس کے لیے ممکن ہے۔

رضاء الحق :اسرائیل اور ایران دونوں توسیع پسندانہ عزائم رکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کے مدمقابل کئی ممالک ہیں تو لہٰذا ہوسکتا ہے کہ ان کے مفادات آپس میں مل جائیں اور ایک دوسرے کو سپورٹ کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گریٹر اسرائیل کے لیے ایران کے ساتھ ساتھ انڈیا بھی اسرائیل کو سپورٹ کرنے والے ممالک میں سرفہرست ہوگا۔ یعنی یہ ایک پورا Belt ہوگا جو اسرائیل کو سپورٹ کرے گا۔

سوال :ایران اور اسرائیل اگر توسیع پسندانہ عزائم رکھتے ہیں تو کیا ان کے درمیان ''نصف لی و نصف لك و هذا قوم جاهلون'' والا معاملہ بھی ہوسکتا ہے؟

خالد محمود عباسی :ایرانیوں کے یہودیوں کے ساتھ تعلقات بہت پرانے ہیں اور ذوالقرنین کے دور سے چلے آرہے ہیں۔ البتہ عراق اور بنی اسماعیل کے تعلقات ان کے ساتھ اتنے اچھے نہیں رہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسلام کی آمد کے وقت ایرانی اپنے آپ کو بڑی متمدن اور تہذیب یافتہ قوم سمجھتے تھے جبکہ اہل حجاز کو وہ جاہل، ان پڑھ اور بدو سمجھتے تھے۔ لہٰذا جب ایرانیوں نے عربوں سے شکست کھائی تو ان کی اشرافیہ اسلام کو دل سے قبول نہیں کر پائی اور اپنے لیے ایک نیا مذہب تخلیق کر لیا۔ خاص طور صفوی حکمرانوں نے عربوں سے ایرانیوں کی نفرت کو اپنے اقتدار کی مضبوطی کے لیے استعمال کیا اور اس دور سے عرب و ایران میں مذہبی منافرت اور تفرقے کی بنیاد پر کشاکش کا آغاز ہوا۔ پھر خمینی کے آنے کے بعد ایران کی اشرافیہ کو اپنا کھیل کھیلنے کا دوبارہ موقع ملا ہے اور اپنی دو ہزار سالہ بادشاہت کی طرز پر توسیع پسندانہ عزائم دوبارہ اُجاگر ہوئے ہیں۔ اب ایران چاہتا ہے کہ وہ پورے عرب پر چھا جائے، مسلمانوں کا رہبر بنے اور جنیوا کی جگہ تہران کو مقام حاصل ہو۔ ہوسکتا ہے کہ اسرائیل ایران کا کبھی معاون بن جائے مگر فی الحال دونوں کا آپس میں ٹکراؤ ہے جس میں کوئی فریب اور دھوکہ نہیں ہے۔

> عرب اپنی حرکتوں سے بُرے عذاب میں گھر چکے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان سے عبرت حاصل کریں اور خلاف اسلام حرکتوں اور اسلام کا راستہ روکنے سے باز آجائیں۔

سوال :وہ ٹکراؤ کس بنیاد پر ہے؟

خالد محمود عباسی :ایران سمجھتا ہے کہ شام کا پورا علاقہ اس کے قبضے میں ہونا چاہیے جبکہ گریٹر اسرائیل تب ہی بن سکتا ہے جب یہ علاقے اس میں شامل ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایران کے پاس اپنی طاقت نہیں ہے لیکن اس کے پیچھے روس کھڑا ہے اور اس کے ذریعے ایران نے اپنی طاقت دکھائی بھی ہے کہ حلب میں بمباری روس نے کی ہے اور فتح ایرانی منا رہے تھے۔

سوال : حلب کے شہریوں پر جو ظلم اور بربریت کے پہاڑ توڑے گئے اس کے نتیجے میں اسرائیل بھی چیخ اُٹھا ہے لیکن پاکستانی میڈیا اور حکمران کیوں خاموش ہیں؟

ایوب بیگ مرزا :اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ انسانی تاریخ کا ایک بہت بڑا المیہ تھا۔ اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ یہ ظلم صرف روس نے نہیں ڈھایا بلکہ شامی فوج اور ایرانی ملیشیا بھی اس میں پیش پیش تھیں۔ شامی فوج نے گھروں میں گھس کر چاقوؤں اور رائفلوں سے شہریوں کا خون بہایا ہے۔ ایک بلڈنگ میں سو بچے کئی دن تک پھنسے رہے مگر کسی نے نہیں نکالا۔ خدا جانے وہ بھوک سے مر گئے یا بمباری سے، کوئی خبر نہیں۔ 80 ہزار شہری ایک چھوٹے سے ایریا میں محصور رہے اور ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں تھا۔ حلب کے ملبے تلے، عورتوں، بچوں اور بڑوں کی لاشیں ہی لاشیں نظر آتی ہیں۔ یہ مسلمان ممالک کے لیے انتہائی شرم کی بات ہے۔ میں اس کے انتہائی برے اثرات پاکستان پر پڑتے دیکھ رہا ہوں۔ پاکستان کی حکومت نے اس بربریت پر ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ بلکہ ایرانیوں نے اس ظلم پر باقاعدہ جشن منایا ہے۔ جب عالم اسلام کا یہ حال ہوگا تو دشمن کیا کچھ نہیں کریں گے؟

سوال :آپ کیا دیکھتے ہیں کہ یہ سارے حالات الملحمة الکبریٰ کی طرف گامزن نہیں ہیں؟

ایوب بیگ مرزا :ظاہری طور پر وہ جنگ شروع ہو چکی ہے۔ لیکن اس حوالے سے جو احادیث ہیں ہمیں ان کا انطباق کرنے میں بڑی احتیاط کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ احادیث میں اس کا کوئی ٹائم فریم نہیں دیا گیا۔

سوال :اس حوالے سے اہل پاکستان کیا کریں؟

ایوب بیگ مرزا :اہل پاکستان اور پاکستانی حکمران اس بات کو سمجھیں کہ عربوں کا اگر یہ حشر ہوا ہے تو کیوں ہوا ہے۔ عربوں کو ہم پر اس لحاظ سے سبقت حاصل ہے کہ اسلام کا آغاز وہیں سے ہوا، قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا اور آخری نبی ﷺ ان میں معبوث ہوئے لہٰذا ان کو دین کے معاملے میں ہم سے آگے ہونا چاہیے تھا۔ مگر وہ اپنی حرکتوں سے بُرے عذاب میں گھر چکے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان سے عبرت حاصل کریں اور خلاف اسلام حرکتوں سے باز آجائیں۔

سوال :آئندہ کے لیے پاکستان کا کردار کیا دیکھتے ہیں؟

رضاء الحق :ہم نے یہ ریاست اسی مقصد کے لیے بنائی تھی کہ اسلام کا نظام عدل اجتماعی قائم کریں گے۔ اگر عدل اجتماعی کا نظام قائم ہو جائے اور پاکستان ایک رول ماڈل بنے، لوگ اس کو دیکھیں اور پھر ہمارے ساتھ مل جائیں تو ہم بھی اس پوزیشن میں ہوسکتے ہیں کہ جوابی کارروائی کرسکیں۔

ایوب بیگ مرزا :پاکستان دفاعی لحاظ سے خود کفیل ہے۔ معاشی لحاظ سے اگرچہ اس میں بظاہر پسماندگی ہے لیکن اس کی زمینوں تلے اتنے خزانے دفن ہیں کہ صرف اگر بلوچستان میں ان خزانوں کو دریافت کرلیا جائے تو پاکستان امیر ترین ملک بن جائے گا۔ پاکستان میں تمام وسائل ہیں، تمام امکانات بھی موجود ہیں۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہم اپنے مقصد کو پہچانیں۔ اپنی ریاست کے مقصد کو پہچانیں اور اپنی ذات اور اپنے معاشرے پر دین کو عملی طور پر غالب کریں۔ اگر ہم اللہ سے کیا ہوا اپنا یہ وعدہ پورا کریں گے تو اللہ بھی ہماری مدد کرے گا۔ ورنہ اگر پاکستان اپنے نظریے کی عملی تعبیر نہ بنا، یعنی صراط مستقیم پر نہ آیا تو ہمارا حشر عربوں سے بھی برا ہوتا معلوم ہو رہا ہے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

سچی توبہ کی شرائط وانعامات

فرید اللہ مروت

توبہ کے لیے یہی کافی نہیں کہ زبان سے کہہ دیا ’’معافی‘‘ تو معافی ہوگئی، بلکہ توبہ کی قبولیت کے لیے درج ذیل آداب وشرائط کا خیال رکھنا ضروری ہے:

ندامت

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ انسان اپنے کیے ہوئے گناہوں پر نادم ہو، پشیمان ہو، اسے واقعی شرمندگی ہو کہ میں نے پروردگار کی نافرمانی کر کے برا کیا ہے۔ مجھ سے زیادہ اور ناشکرا کون ہے؟ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

گناہ کو چھوڑ دے

جن گناہوں سے توبہ کر رہا ہے انہیں فی الفور چھوڑ دے۔ اگر ابھی تک معصیت میں گرفتار ہے تو پھر توبہ کس بات کی؟ لہٰذا گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کرنا ضروری ہے۔

آئندہ سے گناہ نہ کرنے کا ارادہ

دل میں آئندہ سے گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو کہ آئندہ میں اس گناہ کے پاس بھی نہیں پھٹکوں گا۔

توبہ کے بعد کرنے کے چار کام

توبہ کی شرائط پوری کرنے کے بعد درج ذیل کام کرنے ضروری ہیں

(1) حقوق العباد کی معافی

یہ بات ذہن میں رکھیے کہ جو حقوق العباد ہوتے ہیں وہ فقط زبان کی توبہ سے معاف نہیں ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق تو معاف فرما دیتے ہیں، لیکن بندوں کے حقوق بندوں کو ادا کرنے پڑتے ہیں۔ جس پر ظلم کیا تھا اس سے معافی مانگے، جو مال چھینا تھا وہ واپس کر دے، کسی کی غیبت کی تھی اس سے معافی مانگے، یا اگر کوئی بندہ ان میں سے فوت ہوگیا اور اس نے اس کے ساتھ ظلم کیا تھا تو اس کی طرف سے صدقہ وخیرات کر دے، تاکہ اس کا اجر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حق والے کو دے دیں اور اسے معاف فرما دیں۔ تو حقوق العباد کی معافی کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے۔ یہ نہیں کہ بس جی ہم حج پر گئے اور واپسی پر ہر چیز معاف ہوگئی، چاہے جاتے آتے ہم جو مرضی کرتے پھریں۔

(2) دل کو منفی جذبات سے خالی کرے

پھر دوسرا کام یہ کرے کہ وہ اپنے دل کو حسد اور کینے سے خالی کرلے۔ کیونکہ جب گناہ سے توبہ کر رہا ہو اور سینہ کینے سے بھرا ہوا ہو تو وہ توبہ بھلا کیا فائدہ دے گی؟ لہٰذا اس کے دل میں مؤمن کے بارے میں انتقام، نفرت اور دشمنی نہ رہے، وہ سب کو اللہ کے لیے معاف کر دے۔

ایک مرتبہ نبیؐ نے فرمایا: ابھی ایک جنتی شخص تمہارے سامنے نمودار ہوگا۔ اگلے دن پھر نبیؐ نے ایسے ہی فرمایا۔ پھر جب تیسرا دن آیا تو پھر ایسے ہی فرمایا اور تینوں دن ایک ہی شخص نمودار ہوئے۔ سننے والے بہت حیران ہوئے، حتیٰ کہ ایک صاحب کے دل میں خیال آیا کہ میں پتہ تو کروں کہ اس کا کون سا خاص عمل ہے کہ اس کے لیے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ چنانچہ وہ اسے کہنے لگے: میرا جی چاہتا ہے کہ میں تین دن آپ کے گھر مہمان بنوں۔ انہوں نے کہا: ضرور تشریف لائیے۔ وہ ان کے گھر پہنچ گئے۔ انہوں نے تین دن تک اس کو دیکھا، مگر ان کو کوئی خاص عمل نظر نہ آیا۔ جس طرح باقی لوگ تہجد اور دیگر نوافل پڑھتے تھے اسی طرح وہ بھی پڑھتے۔ ان کو کوئی انوکھی بات نظر نہ آئی۔ تین دن کے بعد انہوں نے پوچھا: میں نے نبیؐ کی زبان مبارک سے آپ کے بارے میں یہ الفاظ سنے تھے اور اسی لیے میں آپ کے ہاں مہمان بنا کہ مجھے آپ کے اندر وہ خاص عمل نظر آئے جس کی وجہ سے آپ کی جنت کی بشارت دی گئی ہے، لیکن مجھے تو آپ میں کوئی ایسا عمل نظر نہیں آیا، اگر کوئی ہے تو آپ خود ہی بتا دیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میرا اور تو کوئی خاص عمل نہیں ہے، البتہ یہ ہے کہ جب میں رات کو بستر پر سونے کے لیے لیٹتا ہوں تو میں اپنے دل میں ایمان والوں کے بارے میں پائے جانے والے کینہ اور حسد کو اللہ کے لیے ختم کر دیتا ہوں۔

(مسند احمد، حدیث، ۱۳۶۹۷)

(3) فساق وفجار سے علیحدگی اختیار کرے

اس کے بعد تیسرا کام یہ کرے کہ وہ فاسق وفاجر لوگوں سے ہمیشہ کے لیے علیحدہ ہو جائے۔ ہم روزانہ وتر پڑھتے ہوئے دعائے قنوت میں اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں:

((وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ))

’’اور (اے پروردگار!) ہم جدا ہوتے ہیں اور چھوڑتے ہیں ہر اس بندے کو جو فاسق وفاجر ہے۔‘‘

ہم روزانہ رات کو عشاء کے وقت کھڑے ہوکر نماز میں اللہ تعالیٰ سے ہاتھ باندھ کر وعدہ کرتے ہیں اور دن پھر انہی لوگوں کے ساتھ گزار رہے ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب ان سے کوئی تعلق ہی نہیں رہے گا، نہیں! بلکہ اس کے ساتھ دوستی ختم کر دے، لین دین کا معاملہ تو ہر ایک کے ساتھ کرنا ہی ہوتا ہے، وہ تو کافروں کے ساتھ بھی کرتے ہیں، مگر ایک ہوتا ہے، دوستی کا تعلق اور قلبی تعلق وہ ختم کر دے۔ اور یہ مطلب بھی نہیں کہ اب اس کو سلام بھی کبھی نہیں کرنا، نہیں! بلکہ جو اصول شریعت نے بتا دیے ہیں ان کی حدود میں رہیں اور دل کی محبت کا جو تعلق تھا اس کو ختم کرلیں اور پرہیزگار لوگوں سے دوستی رکھیں۔ اگر پھر بھی بدکار لوگوں کے ساتھ صحبت رہے گی تو پھر توبہ قبول نہیں ہوگی اور وہ لوگ پھر گناہوں میں ملوث کر دیں گے۔

اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی گندی نالی میں پڑا ہو تو اس کے اوپر وہی پانی ڈالنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اس کو نالی سے نکال کر پاک پانی میں ڈالیں تو پھر وہ صاف ہو گا۔ اسی طرح ہم اگر اپنے دل کو پاک کرنا چاہتے ہیں تو فاسق وفاجر لوگوں کی گندی نالی سے اپنے آپ کو بچانا پڑے گا۔ پھر اگر اس پر اللہ کے ذکر کے چند قطرے پڑ جائیں گے تو یہ دل پاک اور صاف ہو جائے گا۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے قول کا پاس کریں، جو ہم روزانہ اپنے پروردگار کے سامنے کہہ رہے ہوتے ہیں۔

(4) مکافات عمل

جب انسان گناہوں سے معافی مانگ لے تو ایک کام اور کرنا پڑے گا۔ وہ یہ کہ ان گناہوں کی مکافات کرے، یعنی جو گناہ کر بیٹھا تھا اب اس کی کمی کو پورا کرے۔ اس کے بدلے نیک اعمال کرے، مثال کے طور پر اگر یہ آدمی غیر محرم پر نظر ڈالتا تھا اور سچی پکی توبہ کر چکا ہے تو اب وہ قرآن پر نظر ڈالے، تاکہ وہ نگاہ جو غلط استعمال ہوتی تھی اب وہ نگاہ ٹھیک جگہ پر استعمال ہو رہی ہو۔ ماں باپ کے چہرے کو دیکھے تو محبت وعقیدت کے ساتھ دیکھے، تاکہ غیر محرم کی طرف دیکھنے کی نحوست ختم ہو جائے۔ اسی طرح گر فرض کریں کہ کسی وقت مسجد میں جنابت (ناپاکی) کی حالت میں داخل ہوگیا تھا تو اب توبہ بھی کرے اور اعتکاف کی نیت سے مسجد میں بھی بیٹھے، تاکہ وہ جو ناپاکی کی حالت میں داخل ہوا تھا اب اس کی کو زیادہ عبادت کے ذریعے پورا کر دے۔ یا فرض کریں کہ ایک آدمی شراب سے توبہ کر لیتا ہے تو اسے

چاہیے کہ اب پیاسوں کو پانی پلایا کرے، تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالیں۔ غرضیکہ جو گناہ کیا کرتا تھا اس کے مناسب کوئی اور کام زیادہ کرے، تاکہ اس گناہ کا وبال اور ظلمت بالکل ختم ہو جائے۔ اگر اس نے مسلمانوں کو تنگ کیا تھا اور توبہ کر لی تو اب ان مسلمانوں پر احسان کرے، اسی صورت میں یہ توبہ، توبہ کہلائے گی۔ یہ نہیں ہے کہ زبان سے تو توبہ کر لی اور عمل میں کوئی تبدیلی بھی نہ آئی۔ اگر نمازیں اور روزے قضا کیے تو ایک تو ان کو ادا کرے اور جب ادا کر لے اور صاحب ترتیب بن جائے تو پھر نوافل کی کثرت کرے اور دعا کرے کہ یا اللہ! پہلے وقت پر عبادات نہیں کیں اب میں نفلی عبادات بھی کر رہا ہوں، کیونکہ میں توبہ تائب ہو چکا ہوں۔ جب انسان ان گناہوں کے مقابلے میں نیکیوں کی کوشش کرتا ہے تو پروردگار پھر اس کی توبہ سے خوش ہو کر اس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔ سبحان اللہ......!

سچی توبہ کے چار انعامات

جب بندہ توبۂ نصوح کر لیتا ہے تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ چار کام کرتے ہیں:

(1) اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا:

((اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ))

(نوادر الاصول: ۲/۳۴۹، احیاء علوم الدین: ۵/۲۷۴)

"گناہوں سے توبہ کرنے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے۔"

(2) اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح مٹاتے ہیں کہ جیسے اس نے کبھی گناہ کیے ہی نہیں تھے۔ حدیث پاک میں ہے:

"گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہو جاتا ہے کہ جیسے اس نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔"

(ابن ماجۃ)

(3) چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی توبہ کر لیتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت اس کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس بندے کو آئندہ شیطان کے فریب اور ہتھکنڈوں سے بچا لیتے ہیں۔ فرمایا:

﴿اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ (۴۲)﴾

(الحجر)

"یقین رکھ کہ جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کوئی زور نہیں چلے گا۔"

اس کا کیا مطلب......؟ کیا وہ فرشتہ بن گیا؟ کیا اس سے کوئی گناہ صادر ہی نہیں ہو سکتا؟......نہیں نہیں...... اس کا مطلب یہ ہے کہ اب بھی اس سے کوئی ایسا گناہ تو ہو سکتا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہوں سے گر جائے یا اسے اللہ کے دربار سے دھتکار دیا جائے، لیکن اگر اس سے کوئی چھوٹی موٹی خطا ہوئی بھی تو فوراً اس سے توبہ کر کے معافی مانگ لے گا۔

(4) ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ اس کی موت سے پہلے فرشتوں کو بھیج کر اس کے اچھے انجام کی خوشخبری سنا دیتے ہیں۔ فرمایا:

﴿تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (۳۰)﴾ (حٰم السجدۃ)

"ان پر بے شک فرشتے (یہ کہتے ہوئے) اتریں گے کہ نہ کوئی خوف دل میں لاؤ، نہ کسی بات کا غم کرو، اور اس جنت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔"

اللہ رب العزت ہمیں بھی یہ نعمت عطا فرمائے۔ (آمین)

توبہ کرتے رہیے، حتیٰ کہ اتنی بار توبہ کیجیے کہ شیطان تھک جائے اور یہ کہے کہ یہ کیسا بندہ ہے کہ میں بار بار محنت کر کے گناہ کرواتا ہوں اور یہ توبہ کر کے سب پر پانی پھیر دیتا ہے؟ یہ بھی یاد رکھیں کہ انسان اپنے اعمال پر بھروسا نہ کرے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسا کرے۔

ایک سبق آموز واقعہ

حافظ ابن قیمؒ نے ایک عجیب بات لکھی ہے، فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ایک گلی میں سے گزر رہا تھا۔ ایک دروازہ کھلا، میں نے دیکھا کہ کوئی آٹھ نو سال کا بچہ ہے اور اس کی ماں اس سے خفا ہو کر اس کو تھپڑ لگا رہی ہے، اس کو دھکے دے رہی ہے، کہہ رہی ہے تو نافرمان بن گیا ہے، میری کوئی بات نہیں سنتا، کوئی کام نہیں کرتا، دفع ہو جا (چلا جا) یہاں سے۔ یہ کہہ کر ماں نے جو دھکا دیا تو وہ بچہ گھر سے باہر آ گیا۔ فرماتے ہیں کہ ماں نے تو کنڈی لگا لی، اب میں وہیں کھڑا رہ گیا کہ دیکھوں اب ہوتا کیا ہے؟ فرماتے ہیں بچہ رو رہا تھا، چونکہ مار پڑی تھی، خیر! وہ اٹھا اور کچھ سوچتا سوچتا ایک طرف کو چلنے لگا، چلتے چلتے وہ ایک گلی کے موڑ پر پہنچا، وہاں کھڑے ہو کر وہ کچھ سوچتا رہا اور سوچنے کے بعد اس نے پھر واپس آنا شروع کر دیا اور چلتے چلتے اپنے گھر کے دروازے پر آ کر بیٹھ گیا، تھکا ہوا تھا، رو بھی کافی دیر سے رہا تھا، دہلیز پر سر رکھا، نیند آ گئی، وہیں سو گیا۔ چنانچہ کافی دیر کے بعد اس کی والدہ نے کسی کام کے لیے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتی ہے کہ بیٹا اسی دہلیز پر سر رکھے پڑا ہوا ہے۔ والدہ کا غصہ ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا تھا، وہ پھر ناراض ہونے لگی اور کہنے لگی۔ چلا جا یہاں سے، دور ہو جا میری نگاہوں سے، جب اس نے پھر اسے ڈانٹا تو اب وہ بچہ کھڑا ہو گیا۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے، کہنے لگا: امی! جب آپ نے گھر سے دھتکار دیا تھا تو میں نے سوچا تھا کہ میں چلا جاؤں گا، میں بازار جا کر بھیک مانگ لوں گا، مجھے کچھ نہ کچھ کھانے کو مل جائے گا، امی! میں نے سوچا تھا کہ میں کسی کے جوتے صاف کر دیا کروں گا، کچھ کھانے کو مل جائے گا، امی! میں کسی کے گھر کا نوکر بن کر رہ لوں گا، مجھے جگہ بھی مل جائے گی، مجھے کھانا بھی مل جائے گا۔ امی! یہ سوچ کر میں گلی کے اس موڑ تک چلا گیا تھا، مجھے دل میں یہ خیال آیا کہ مجھے دنیا کی سب نعمتیں مل جائیں گی، لیکن امی! جو محبت مجھے آپ دے سکتی ہیں یہ محبت مجھے کہیں نہیں مل سکتی۔ امی! یہ سوچ کر میں واپس آ گیا ہوں، امی! میں اسی در پر پڑا ہوں، تو مجھے دھکے دے یا مارے، میں کہیں نہیں جا سکتا، جب اس بچے نے یہ بات کہی، ماں کی مامتا جوش میں آ گئی، اس نے بچے کو سینے سے لگایا اور کہا: میرے بیٹے! اگر تیرے دل میں یہ کیفیت ہے کہ جو محبت تجھے میں دے سکتی ہوں وہ کوئی نہیں دے سکتا، تو میرے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

علماء فرماتے ہیں: جب گنہگار بندہ اس احساس کے ساتھ رب کے دروازے پر آتا ہے اور کہتا ہے:

اِلٰهِیْ! عَبْدُكَ الْعَاصِیْ اَتَاكَ
مُقِرًّا بِالذُّنُوْبِ وَقَدْ دَعَاكَ

"اللہ! تیرا گنہگار بندہ تیرے در پر حاضر ہے، گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے آپ سے فریاد کرتا ہے۔"

فَاِنْ تَغْفِرْ فَاَنْتَ لِذَاكَ اَهْلٌ
فَاِنْ تَطْرُدْ فَمَنْ یَّرْحَمْ سِوَاكَ؟

"اللہ! اگر آپ معاف کر دیں تو یہ بات آپ کو سجتی ہے، اگر آپ ہی دھکا دے دیں تو آپ کے سوا کون ہے ہم پر رحم کرنے والا؟"

تو جب انسان اس طرح اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے پھر پروردگار اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ دعا کریں رب کریم! ہم پر احسان فرمائیے، سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائیے اور آئندہ کی زندگی کو گزری ہوئی زندگی کا کفارہ بنا دیجیے اور آنے والے وقت کو گزرے ہوئے وقت سے بہتر فرما دیجیے۔ (آمین)

❀❀❀

باہمی تعلقات اور اسلامی ہدایات

مولانا اسرار الحق قاسمی مدظلہ

ایک ملک اور معاشرے میں رہتے ہوئے انسان کو بہت سے لوگوں اور الگ الگ مزاج و عادات رکھنے والے انسانوں سے سابقہ پڑتا ہے، ہر شخص کی سوچ الگ ہوتی ہے، اور ہر انسان کا زندگی گزارنے کا معیار اور طریقۂ کار علیحدہ ہوتا ہے۔ ایک انسان فطری طور پر نرم دل ہوتا ہے، جبکہ دوسرے انسان کے مزاج اور طبیعت میں نسبتاً شدت اور تلخی ہوتی ہے۔ کوئی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسے ہر وقت دوستوں کا ایک مجمع چاہیے، جبکہ کچھ لوگ تنہائی پسند ہوتے ہیں۔ الغرض اس دنیا میں بسنے والا ہر انسان کسی نہ کسی اعتبار سے دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، مگر اس اختلاف کے باوجود ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ ہی زندگی گزارنا ہوتی ہے۔

ایسے میں ہمیں ان اصولوں اور اخلاقی ضابطوں کو اپنانا چاہیے جو ہمارے باہمی تعلقات کو بہتر بنانے میں معاون ثابت ہوں، اور اختلاف مزاج و فکر کے باوجود ہماری آپسی محبت و مودت کو برقرار اور مضبوط رکھنے کی جانب رہنمائی کرتے ہوں۔ اس سلسلے میں اسلام کی تعلیمات نہایت واضح بھی ہیں اور قابل قدر بھی۔ اسلام نے باہمی تعلقات کو بنائے رکھنے، اور انہیں مضبوط کرنے کے لیے نہایت ہی قیمتی اصول بتائے ہیں۔ دین اسلام کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ وہ تمام انسانوں کو ایک انسانی وحدت کی لڑی میں پروتا ہے، چاہے وہ کسی جنس، مذہب، نسل یا رنگ سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس انسانی وحدت کی اصل بنیاد اور طبیعت ایک ہی ہے۔ اسی بنیاد پر اسلام نے ایسے اصول واقدار کی بنیاد پر لوگوں کے مابین تعلقات قائم کیے ہیں، جو الفت و رحمت اور ایک دوسرے ساتھ رواداری برتنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک انسان سے پیدا کیا (یعنی انسانِ اوّل) اس سے اس کا جوڑا بنایا، پھر اُن دونوں سے کثرت سے مرد وعورت (پیدا کر کے روئے زمین پر) پھیلا دیے، اور اللہ سے، جس کے نام کو تم اپنی حاجت برآری کا ذریعہ بناتے ہو ڈرو، اور ناطہ توڑنے سے (بچو) کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنائیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے، جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو، یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔ (الحجرات)

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانی تخلیق کی اصلیت کو بتاتے ہوئے یہ تلقین کی ہے کہ آپسی تعلقات جب قائم ہو جائیں، تو انہیں نبھانا چاہیے، اور انہیں توڑنے سے گریز کرنا چاہیے، جبکہ دوسری آیت میں بھی اسی چیز کو ذرا اور وسیع معنوں میں بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ تمہاری مختلف برادریاں اور قبائل اس لیے نہیں ہیں کہ ان میں سے ایک دوسرے پر اپنی برتری جتائے، اور بے جا فخر کرے، بلکہ یہ باہمی جان پہچان اور تعلقات کو فروغ دینے کے لیے ہیں، البتہ تم میں بہتر کون ہے، اور برا کون ہے، اس کا تعلق دل سے ہے، کہ جس کا دل جتنا متقی اور پرہیزگار ہوگا، وہ اسی قدر متقی و پرہیزگار اور عنداللہ مقرر ہوگا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایام تشریق کے وسط میں ہمارے سامنے خطبہ حجۃ الوداع دیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! بلاشبہ تمہارا رب ایک ہی ہے، اور تمہارا باپ بھی ایک ہی ہے، سن لو! کسی عربی کو کسی عجمی پر، اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، اور کسی گورے کو کسی کالے پر، اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت نہیں ہے، مگر صرف تقویٰ کی وجہ سے، بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ مکرم و باعزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو، سن لو! کیا میں نے پہنچا دیا؟ سب نے جواب دیا: ہاں، اے اللہ کے رسول! پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہاں موجود لوگ غیر موجود لوگوں تک پہنچا دیں۔

اس تاریخی خطبے میں آپ ﷺ نے جس چیز پر زور دیا، وہ انسانی مساوات و برابری ہے، اور اسی بنیاد پر لوگوں سے تعلقات بنانے، اور انہیں برقرار رکھنے کی ترغیب و تعلیم دی۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مسلمان جو لوگوں کے ساتھ ملتا جلتا ہے، اور ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے، اس مسلمان سے کہیں بہتر ہے، جو نہ لوگوں سے ملتا جلتا ہے، اور نہ ہی ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ میں غور و فکر کے بعد یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ تمام انسانوں کے ساتھ خیر اور بھلائی کا معاملہ کرنا، اسلام کی بنیادی تعلیمات کا حصہ ہے، اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر لوگوں کے ساتھ تعلقات کی عمارت قائم ہونی چاہیے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو، اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون مت کرو۔

انہی اخلاق عالیہ اور بلند اقدار کے ساتھ مسلمانوں نے ماضی میں اپنی ہم عصر اقوام کے ساتھ معاملہ کیا، اور اسلام کی خالص تعلیمات کی روشن تصویر ان کے سامنے پیش کی، ایسے اسلام کی جو رحمت و محبت، الفت و اخوت، ایک دوسرے کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے اور حل طلب مسائل میں ایک دوسرے کا مؤقف سننے اور جاننے کی ہدایت دیتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں نے دوسروں کی صلاحیتوں، ان کے علوم وفنون اور کامیابیوں سے فائدہ اٹھایا، اور ان کو بھی فائدہ پہنچایا، اور محبت و ہمدردی اور امن وسلامتی کا پیغام عام کیا۔ مسلمان اس دنیا میں دوسروں سے الگ تھلگ اور تنہا نہیں رہ سکتے، دوسروں کے ساتھ تعلقات استوار کرنے اور باہمی معاملہ کرنے کے ذریعہ ہی وہ کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں، اور اسی

کے نتیجے میں انسانیت خیر اور نفع سے فیض یاب ہوسکتی ہے۔ انسان صرف اپنی ذات تک محصور رہنے کی صورت میں نہایت کمزور ہے، جبکہ وہ دوسرے کے ساتھ مل کر قوی اور طاقتور بن جاتا ہے۔ خاص طور پر مصیبت و آزمائش کے مواقع پر ایک مسلمان کو اپنے ایمان کے تقاضے کی بنیاد پر مصیبت زدہ لوگوں کی تکلیف کو دور کرنے اور ان کی مدد کرنے کے لیے آگے بڑھنا چاہیے۔ یہ ایک افضل ترین عمل اور اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: مغفرت کو واجب کرنے والے اعمال میں سے یہ ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی کی زندگی میں خوشی اور سرور داخل کرو، اس کی بھوک کو ختم کرو، اور اس کی مصیبت کو دور کرو۔

ہمارے ذہن میں زندگی کے یہ اصول ہر وقت رہنے چاہییں کہ زندگی لینے اور دینے، دوسروں کو نفع پہنچانے اور ان کی تکلیف دور کرنے کے لیے مسلسل کوشش کرنے کا نام ہے۔ دوسروں کے ساتھ تعلقات استوار کرنا، اور خیر کے کاموں میں ان سے تعاون کرنا ایمان کا تقاضا ہے۔ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون انسانیت کے لیے بہت سے فوائد کے حصول اور محبت و رواداری کا ماحول سازگار کرنے کا ذریعہ ہے۔ ایسے ہی اسلامی اصول اور ضابطوں کے تحت ہم اپنے اہل خاندان، دوسرے مسلمان اور برادرانِ وطن کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کریں، ان شاء اللہ یہ معاشرے کے لیے بھی نہایت مفید ہوگا، اور ملک و قوم کی مجموعی ترقی خوش حالی میں کلیدی رول ادا کرے گا۔

❁❁❁

مرکزی شعبہ نشر و اشاعت
کی پیشکش

CALENDAR 2017

6 صفحات پر مشتمل شمسی و قمری کیلنڈر
قرآنی آیات کی خوبصورت خطاطی سے مزین
☆ 4 دیدہ زیب رنگ ☆ خوبصورت ڈیزائن
☆ عمدہ آرٹ پیپر ☆ سائز "18"x23

خصوصی رعایتی قیمت 60 روپے

رفقاء و احباب یہ خوبصورت کیلنڈر خود بھی لیں
اور دعوتی نقطہ نظر سے خرید کر احباب میں تحفہ کے طور پر تقسیم کریں
رفقاء تنظیم اسلامی کیلنڈر حاصل کرنے کے لیے اپنے مقامی مراکز کے ذریعے رابطہ کریں

مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی
36-K، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 3-(042)35869501
media@tanzeem.org

مرکز تنظیم اسلامی
67۔اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور
فون: 36316638,36366638
markaz@tanzeem.org

www.tanzeem.org

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ "قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور" میں
06 تا 08 جنوری 2017ء (بروز جمعہ نماز عصر تا اتوار نماز ظہر)

نقباء کورس

(نئے و متوقع نقباء کے لیے)
کا انعقاد ہو رہا ہے،
زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0323-4475001 0333-4562037
042-37520902 042-35442290

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ "قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی" میں
14 تا 20 جنوری 2017ء (بروز ہفتہ نماز عصر تا جمعۃ المبارک)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
رفقاء ان موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:۔
☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

20 تا 22 جنوری 2017ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء
اور امراء و نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 021-34306041 / 0332-1333395

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

Rising Islamophobia in the West

On the evening of June 1, Mohamed Rasheed Khan — a 59-year-old Muslim man of Guyanese descent, and an American citizen — was leaving evening prayers at the New York Center for Islamic Studies in Queens, NY. As he mounted his bike, three men approached, chased and beat him, breaking bones in his face and leaving Khan with a concussion. He was unable to eat, speak or open his eyes.

As the USA reflected on the 15th anniversary of the September 11 attacks, one would have hoped that bias-motivated crimes like the beating of Khan or the murder of Imam Alala Uddin Akongi and his assistant Thara Uddin would be fewer and farther between. In fact, since 2001, incidents of Islamophobia — which include attacks on members of the community, intimidation, anti-Muslim legislation as well as vandalism of mosques and Muslim businesses — have only increased in number and frequency; the highest spike in Islamophobic incidents in the US and in Europe came at the end of 2016. In their 2015 analysis of FBI Crime Data, the Washington Post wrote that hate crimes motivated by Islamophobia was five times higher than pre-9/11.

It is a stark reminder that the public panic launched by 9/11 and subsequent attacks have normalized Islamophobic attitudes. Stoked by the hateful rhetoric of President-elect Donald Trump and his European counterparts, Islamophobia is worse today than ever.

"Muslim Americans have been at the forefront of helping citizens in Flint, Michigan get water, but you would never know that from the national coverage," Saylor said. "If one crazy person does something in Syria or Afghanistan, that's all over the news."

But perhaps what has been the most widespread manifestation of Islamophobia is the toxic rhetoric of our public officials. Trump has emerged as one of the most egregious examples of this phenomenon, routinely conflating the average Muslim American with radical Islam. He was joined by the other GOP candidates before the primary who routinely doubled down on anti-Muslim rhetoric when talking about national security, borders or the fight against terrorism. Trump's inflammatory rhetoric has played a huge part in stoking Islamophobia. He has emboldened one of the biggest causes of Islamophobia — ignorance. Yet despite all that, Donald Trump still got elected as the next president of the USA – ignorance of the masses did pay-off

The vast majority of 'terrorist attacks' in the West during the last decade or so were motivated by four intents, the first three of which would be highlighted even in the mainstream. These are:

1- The rapid rise of ethno-nationalism in the West;

2- The rise of right-wing neo-fascist (and rabidly Islamophobia-driven) dogmas and ideologies in political parties of the West;

3- The rise of separatist ideologies in the West; and

4- The need for 'those' who pull the strings of the 'puppet leaders' elected in the West to

4- The need for 'those' who pull the strings of the 'puppet leaders' elected in the West to have such war-mongering faces in power, which would speed-up the process of the decimation of the 'enemies' of Israel and would ensure the swift emergence of a 'Greater Israel'.

(<u>Editor's Note</u>: The fourth intent, which in our view may be the prime one, would never to brought up for discussion in media and may seem like a 'conspiracy theory' to many, yet there is no such thing as 'conspiracy theories' after 9/11!)

Every time the so-called 'Islamic extremists' such as *Daesh*, who in fact serve the agenda of the West fairly well, carry out an attack, the world's 1.6 billion Muslims are expected to collectively apologize; it has become a cold cliché at this point. That, despite the fact that the benefactors of such attacks are West's ever-growing fascist far-right. The opportunist, fascist and Islamophobia-driven right-wing of the West has used the Paris attacks of 2016 as 'evidence' that there is supposedly no room for Muslims in the secular West and that the West ought to declare a full-scale war on Islam. The mainstream, Zionist-controlled media of the West has fully endorsed their demands as an obedient minion and acted as a deceptive, yet efficacious, PsyOps tool. The victory of Donald Trump in the U.S. Presidential election of 2016 is proof enough of the phenomenon. The entire election campaign of the Republican candidate was based on Islamophobia and bigotry against Muslims (and, to a lesser extent, the other minority groups).

The populist anti-Muslim rhetoric that carried Trump to the pinnacle of international power and influence didn't start in the United States. And it certainly won't end there. One ought not forget the right-wing, extremist Hindu party BJP's win in the Indian elections and the war-criminal Narendra Modi's rise to the office of Prime Minister in a 'secular' India, not to mention the current Israeli Prime Minister Netanyahu and his ultra-right-wing Likud party!

Our sincere advice to the readers is that the strategy to survive the ominous state-sponsored extremism and anti-Islam/Muslim bigotry of the West, India and Israel is two pronged. Firstly, we would advise all our readers to never let go of 'wisdom' and 'insight' in order to look beyond the deceptions of the forces of evil. Secondly, and more importantly, we would strongly recommend our readers (leaders and masses alike) to seek the forgiveness of Allah *(SWT)* for betraying Him *(SWT)* and His messenger *(SAAW)* for over 60 years, hold onto the universal message of the Qur'an and the Sunnah, and strive their utmost to establish the Deen of Allah *(SWT)* in their individual and collective lives, culminating in the establishment of the genuine Islamic System of Social Justice in Pakistan. May Allah *(SWT)* accept our mass apology and save us from His *(SWT)* wrath, give us the potential to look beyond the deceptions of the forces of evil, guide us from the Qur'an and the Sunnah to establish the Islamic System of Social Justice among our ranks and grant us success in this worldly life and bestow on us lofty ranks in the Hereafter. Aameen!

<u>Written by:</u> Dr. Absar Ahmad (Chief editor of 'Perspective')

VOL : 26 Regd. C.P.L NO. 114 No.1
Weekly Nida-e-Khilafat Lahore